تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

28

www.tanzeem.org

13 تا 19 ذوالقعدہ 1440ھ / 16 تا 22 جولائی 2019ء

رسولِ انقلاب ﷺ کا انقلابی نظریہ اور اس کے تقاضے

محمد رسول اللہ ﷺ کا انقلابی نظریہ کیا ہے؟ ایک لفظ میں بیان کریں تو وہ ہے ’’توحید‘‘ جس کے بارے میں اقبال کہتا ہے ؎

زندہ قوت تھی زمانے میں یہ توحید کبھی
اور اب کیا ہے، فقط اک مسئلہ علمِ کلام!

اس نظریہ کے جو انقلابی نتائج و خصوصیات ہیں ان میں پہلی خصوصیت ہے۔

انسانی حاکمیت کی بجائے خلافت

انقلابی نظریہ کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ موجود الوقت نظام کی جڑوں پر تیشہ بن کر گرے۔ نظریۂ توحید کے متضمنات میں سب سے پہلی بات اللہ کی حاکمیت ہے۔ اللہ کی زمین پر نہ کوئی انسان حاکم ہے اور نہ کوئی قوم حاکم ہے۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؎

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی، باقی بتانِ آزری!

نظریۂ توحید انسانی حاکمیت کی ہر شکل میں نفی کرتا ہے۔ انسانی حاکمیت نہ تو فردِ واحد کی بادشاہت کی شکل میں قابلِ قبول ہے نہ کسی قوم کی دوسری قوم پر حاکمیت کی شکل میں، جیسے انگریز ہم پر حکمران ہو گیا تھا۔ اور نہ ہی عوام کی حاکمیت جائز ہے۔ حاکمیت (sovereignty) کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور انسان کے لیے خلافت ہے۔ حاکمیت کی دوسری تمام صورتیں شرک ہیں اور دورِ حاضر میں حاکمیتِ جمہور (popular sovereignty) کا تصور بدترین شرک ہے۔ شارع (قانون ساز) صرف اللہ تعالیٰ ہے اور رسولؐ اس کے نمائندے ہیں۔

رسولِ انقلاب کا طریقِ انقلاب
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

نیو امریکن سنچری پلان اور خلیج میں ایک نئی جنگ کا آغاز

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک

دوسری شادی پر سزا اور وزیر اعظم کا دورۂ امریکہ

غمِ دہر

بیوہ عورت کا نکاح

تزکیۂ نفس اور انقلاب میں......

الھدیٰ (861)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

دو گروہ: مومنین بمقابلہ مشرکین

سُوۡرَةُ الۡحَجّ — بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ — آیات: 19 تا 22

هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِىۡ رَبِّهِمۡ‌ فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِيَابٌ مِّنۡ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنۡ
فَوۡقِ رُءُوۡسِهِمُ الۡحَمِيۡمُ‌ۚ ﴿۱۹﴾ يُصۡهَرُ بِهٖ مَا فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ وَالۡجُلُوۡدُ ؕ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمۡ مَّقَامِعُ مِنۡ حَدِيۡدٍ ﴿۲۱﴾
كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَا مِنۡ غَمٍّ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿۲۲﴾

آیت ۱۹ ﴿هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِىۡ رَبِّهِمۡ‌﴾ ’’یہ دو گروہ ہیں جو اپنے رب کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔‘‘

ان آیات میں مکہ کے دو گروہوں کا ذکر ہے۔ یعنی ایک مؤمنین کا گروہ جو حضور ﷺ پر ایمان لا چکا تھا اور دوسرا وہ گروہ جو اب تک آپ ﷺ کی مخالفت پر اڑا ہوا تھا۔

﴿فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِيَابٌ مِّنۡ نَّارٍ ؕ﴾ ’’تو جو لوگ انکار کر رہے ہیں ان کے لیے آگ کے کپڑے قطع کیے جائیں گے۔‘‘

کپڑے کو قطع کرنے کا ذکر کر کے لباس تیار کرنے کے عمل کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ یعنی جس طرح درزی پہلے مطلوبہ ناپ کے مطابق کپڑے کو کاٹتا ہے اور پھر لباس تیار کرتا ہے اسی طرح منکرین حق کے لیے جہنم کی آگ سے لباس تیار کیے جائیں گے۔

﴿يُصَبُّ مِنۡ فَوۡقِ رُءُوۡسِهِمُ الۡحَمِيۡمُ ﴿۱۹﴾﴾ ’’ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی بہایا جائے گا۔‘‘

آیت ۲۰ ﴿يُصۡهَرُ بِهٖ مَا فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ وَالۡجُلُوۡدُ ﴿۲۰﴾﴾ ’’اس سے جو کچھ ان کے پیٹوں کے اندر ہے سب گل جائے گا اور ان کی کھالیں بھی۔‘‘

آیت ۲۱ ﴿وَلَهُمۡ مَّقَامِعُ مِنۡ حَدِيۡدٍ ﴿۲۱﴾﴾ ’’اور ان (کی سرکوبی) کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔‘‘

آیت ۲۲ ﴿كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَا مِنۡ غَمٍّ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا﴾ ’’جب بھی وہ چاہیں گے کہ اس میں سے نکل جائیں غم کے مارے، تو انہیں اسی میں واپس لوٹا دیا جائے گا۔‘‘

﴿وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿۲۲﴾﴾ ’’اور (ان سے کہا جائے گا کہ) چکھو اب مزہ اس جلانے والے عذاب کا۔‘‘

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے انکار کی پاداش میں اب یہ عذاب ہمیشہ کے لیے تمہارا مقدر ہے۔ اب تم نے اسی میں رہنا ہے۔

فرمان نبویؐ

بلندی کی راہیں

عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا نَقَصَتۡ صَدَقَةٌ مِّنۡ مَّالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبۡدًا بِعَفۡوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ))

(رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’صدقہ و خیرات کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی، اور عفو و درگزر سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اور عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلندی ہی عطا فرماتا ہے۔‘‘

تشریح: حدیث کی پہلی بات میں صدقہ وخیرات کرنے کی ترغیب ہے۔ ظاہری آنکھ یہی دیکھتی ہے کہ غرباء و مساکین کو مال عطا کرنے پر اس میں کمی واقع ہو جائے گی، مگر حقیقت میں اس شخص کے مال میں دنیا میں بھی خیر و برکت حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں تو لازوال اجر و ثواب کا اضافہ ہوتا ہے۔ جب ہاتھ اللہ کی راہ میں کشادہ ہوجاتا ہے تو نفس سے بخل ایسی بری عادت جاتی رہتی ہے اور انفاق فی سبیل اللہ سے دل کو طمانیت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ اور جو شخص دوسروں کو معاف کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی عزت و احترام میں اضافہ کر دیتا ہے۔ حدیث مبارک میں تیسری بات تواضع اور عاجزی اختیار کرنے کے لیے ارشاد فرمائی گئی۔ اس سے نرم دلی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، تکبر اور غرور سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
6 تا 12 رمضان 1439ھ جلد 28
22 تا 28 مئی 2018ء شمارہ 01
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

نیو امریکن سنچری پلان اور خلیج میں ایک نئی جنگ کا آغاز

امریکہ کے ایک سینئر فوجی جنرل جوزف ڈنفرڈ کے مطابق امریکہ خلیج فارس میں ایک بین الاقوامی فوجی اتحاد قائم کرنا چاہتا ہے۔ جنرل ڈنفرڈ کا کہنا ہے کہ فی الحال امریکہ کی ایسے بہت سے ممالک سے بات چیت چل رہی ہے جو اس منصوبے کی حمایت کرنے پر آمادہ ہیں۔ جنرل کے مطابق امریکہ اس خطے میں اپنے ''کمانڈ اینڈ کنٹرول'' کو مضبوط کرنے کے لیے بحری جہاز مہیا کرے گا اور اتحاد میں شامل دوسرے ممالک کو بھی جنگی ساز و سامان مہیا کریں گے۔ اس سوال کے جواب میں کہ امریکہ کو خلیج میں اپنا فوجی اتحاد قائم کرنے کی ضرورت کیوں پڑی؟ جنرل جوزف ڈنفرڈ کا کہنا تھا کہ وہ خلیجی خطے میں تجارتی گزر گاہوں کی آزادی کو یقینی بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ کچھ اور کھیل کھیلا جا رہا ہے جسے سمجھنے کے لیے ہمیں امریکہ کی خلیج میں پچھلے چند ماہ کی سرگرمیوں کا جائزہ لینا ہوگا۔

مارچ 2019ء کے آخری عشرہ میں امریکہ نے عمان سے ایک معاہدے کے تحت عمان کی دو بندرگاہیں اور کئی اہم ایئر پورٹ استعمال میں لے لیے۔ جواز یہ پیش کیا گیا کہ ایران نے خلیج فارس کو بند کرنے کی دھمکی دی تھی لہٰذا یہ ناگزیر تھا۔ مئی کے پہلے عشرے میں دفاعی میزائل سسٹم پیٹریاٹ اور سٹرائیک گروپس سے لیس امریکی بحری بیڑے اور B-52 طیارے بھی خلیج پہنچ گئے۔ 2 مئی 2019ء کو امریکی صدر ٹرمپ نے ایرانی تیل خریدنے والے ملکوں کے لیے پابندیوں سے استثنیٰ ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ 12 مئی 2019ء کو متحدہ عرب امارات کے ساحل کے قریب 4 تیل بردار بحری جہازوں پر حملے کا ایک واقعہ پیش آیا۔ امریکہ نے ایران کو ان حملوں کا ذمہ دار ٹھہرایا جبکہ ایران نے ان الزامات کی تردید کی۔ ٹھیک ایک ماہ بعد (13 جون کو) پھر 2 تیل بردار بحری جہازوں پر حملہ ہوا۔ امریکہ نے ایک بار پھر ایران پر حملے کا الزام عائد کیا جبکہ ایران نے حسب سابق تردید کی۔ 17 جون کو ایران نے دھمکی دی کہ اگر ایرانی تیل کی فروخت پر پابندیاں نہ اُٹھائی گئیں تو وہ جوہری معاہدے کو توڑتے ہوئے افزودہ یورینیم کے ذخیرے کی حد عبور کر لے گا۔ دوسرے الفاظ میں یہ ایٹمی قوت بننے کی دھمکی تھی جو کہ ظاہر ہے عرب ممالک کو مرعوب کرنے کے لیے بھی تھی۔ اسی بات کو مزید تقویت دینے کے لیے 3 دن بعد ہی یعنی 20 جون کو ایرانی میڈیا نے امریکی ڈرون مار گرانے کا شور مچا دیا۔ جواب میں امریکی صدر ٹرمپ نے ٹویٹر پر پیغام دیا کہ ایران نے امریکی ڈرون گرا کر بہت بڑی غلطی کی ہے اور اس کا ایران کو خمیازہ بھگتنا ہوگا۔ عالمی میڈیا نے اس کے بعد بہت شور مچایا کہ امریکہ نے ایران کے خلاف جوابی فضائی کارروائی کی منصوبہ بندی کر لی ہے۔ کارروائی تو اب تک نہیں ہوئی، لیکن اب امریکہ نے خلیج میں فوجی اتحاد قائم کرنے کا یہ اعلان کر دیا ہے اور وجہ یہ بتائی ہے کہ خلیج کی تجارتی گزرگاہوں کو ایران سے خطرہ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایران کے لیے صرف اکیلا امریکہ کافی نہیں ہے؟ پھر یہ فوجی اتحاد کیوں؟

اس وقت عالمی طاقت کا مرکز دو طرح کے ہاتھوں میں ہے۔ ایک وہ ہیں جو امریکہ کی عالمی بالادستی

کو ہمیشہ کے لیے قائم رکھنے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ ان میں ری پبلکن پارٹی اور نیوکانز کے کچھ نمائندے شامل ہیں۔ جیسا کہ جان بولٹن، ڈونلڈ رمزفیلڈ اور جان مکین وغیرہ۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو امریکہ کی سپرمیسی کو قائم رکھنے کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان جیسے لوگوں نے ہی امریکہ کی سپرمیسی کو منوانے کے لیے ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرانے کی سفارش کی تھی جس کے نتیجے میں ان دوشہروں کی پوری انسانی آبادی کو دردناک انداز سے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ پھر یہی لوگ تھے جنہوں نے عراق پر حملہ کرنے کے لیے محض ایک جھوٹ کا سہارا لیا اور اقوام متحدہ کے منع کرنے کے باوجود عراق پر حملہ کرکے اس کے شہروں کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا اور عراق کی سرزمین بے گناہ مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کے خون سے رنگین ہوگئی۔ دوسری طرف Evengelists ہیں جن میں مائیک پومپیو، امریکی نائب صدر مائیک پینس اور اسرائیل میں امریکی سفیر ڈیوڈ فرائڈمین جیسے لوگ شامل ہیں جو گریٹر اسرائیل کے حمایتی ہیں اور چاہتے ہیں کہ جلد از جلد گریٹر اسرائیل کا پلان آگے بڑھے اور تخت داؤدی نصب ہو تاکہ اُن کے عقیدے کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ہو سکے (مسلمان بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے قائل ہیں اگرچہ حالات نتائج مختلف ہوں گے)۔ یہ اس پلان کے تحت گریٹر اسرائیل کا راستہ ہموار کر رہے ہیں۔

ان دونوں گروہوں نے مل کر 1996ء میں ''نیوامریکن سنچری'' کا پلان ایسے حالات میں بنایا تھا جب سوویت یونین ٹوٹ کر بکھر گیا تھا، دنیا بائی پولر سے یونی پولر ہوچکی تھی۔ لہٰذا نیوامریکن سنچری میں یہ دونوں پلان شامل تھے۔ یعنی امریکہ کو سپریم پاور کی حیثیت سے اگلی صدی میں داخل کرنا اور ساتھ ساتھ گریٹر اسرائیل کا راستہ بھی ہموار کرنا۔ اسی پلان کے تحت نائن الیون کا ڈرامہ رچایا گیا اور اس کو بنیاد بنا کر بیک وقت دوطرح کی جنگوں کا آغاز کر دیا گیا۔ ایک تو روایتی عسکری جنگ تھی جس کے ذریعے براہ راست حملہ کرکے عراق اور افغانستان کو عسکری طور پر زیر کرلیا گیا۔ جبکہ دوسری ایک بالکل نئی قسم کی جنگ پوری دنیا میں شروع کی گئی اور وہ تھی فورتھ اینڈ ففتھ جنریشن وارفیئر اور اس کا نشانہ پوری دنیا میں اسلام، مسلمان اور بعض مسلم حکمران تھے۔ اسی وارفیئر کے ذریعے عرب دنیا میں ''عرب اسپرنگ'' کا آغاز کیا گیا جس کی بنیاد پر تیونس، مصر اور لیبیا کو زیر کرلیا گیا۔ اس طرح جہاں نیوامریکن سنچری پلان آگے بڑھا وہاں اسی کے زیر سایہ گریٹر اسرائیل کا پلان بھی آگے بڑھا۔ اسی جنگ کا آغاز پاکستان میں بھی کیا گیا اور مشرف جیسے حکمرانوں نے آگے بڑھ کر عالمی قوتوں کا اس جنگ میں ساتھ دیا اور ایران نے بھی دونوں طرح کی جنگوں میں کھل کر عالمی قوتوں کا ساتھ دیا۔

وہ گروہ جو اسرائیل کو جلد از جلد گریٹر اسرائیل کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے وہ اس جانب تیزی سے پیش رفت بھی کر رہا ہے۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اسرائیل سے زیادہ وائٹ ہاؤس کو گریٹر اسرائیل کی جلدی ہے۔ اس سلسلے میں بیت المقدس کو اسرائیلی دارالحکومت تسلیم کرنے، امریکی سفارت خانے کی القدس منتقلی، وادی گولان کو صیہونی ریاست کا حصہ قرار دینے، غرب اردن کو اسرائیل میں ضم کرنے اور اب بیت المقدس میں ایک سرنگ کھود کر یہودیوں کو مسجد اقصیٰ تک رسائی دینے میں امریکی سفیر ڈیوڈ فریڈمین سب سے آگے آگے ہیں۔ مقامات مقدسہ کی حفاظت کرنے والے ایک فلسطینی ادارے اقصیٰ فاؤنڈیشن کے مطابق اسرائیلی افواج روز بروز ان سرنگوں کی تعداد میں اضافہ کر رہی ہیں جو مسجد اقصیٰ کی بنیادوں کے نیچے آثار قدیمہ کی تلاش کے بہانے سے کھودی جارہی ہیں۔ ان سرنگوں اور کھدائیوں کا مقصد مسجد اقصیٰ کو منہدم کرنا اور اس کی جگہ پر نام نہاد ہیکل سلیمانی کی تعمیر کرنا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب گریٹر اسرائیل کے ان معماروں کو فائنل مراحل درپیش ہیں اور ان میں سے ایک اہم مرحلہ اسرائیل کی سرحدوں کو پھیلانا بھی ہے جس کے لیے اسرائیلی افواج لبنان کی سرحد پر بھی خفیہ سرنگوں کے جال بچھا چکی ہیں۔

اب نیوامریکن سنچری پلان کے مطابق خلیج میں جنگ کی ایک چنگاری بھڑکانے کی ضرورت ہے۔ جس سے ایک طرف یہ علاقہ جنگ زدہ ہو جانے کی وجہ سے چائنہ، روس اور پاکستان کے اقتصادی منصوبوں پر ضرب پڑے گی جس سے امریکہ کی سپرمیسی کو لاحق خطرات ٹل جائیں گے کیونکہ موجودہ دور میں اقتصادی طاقت ہی اسٹریٹیجک پاور کی بنیاد ہے۔ دوسری طرف اسی جنگ زدہ ماحول میں اسرائیل کو اپنی سرحدیں پھیلانے میں آسانی رہے گی۔ امریکہ کا جدید ترین دفاعی سسٹم اور سٹرائکس گروپس سے لیس بحری بیڑوں کے ہمراہ آنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ جنگ کی نیت سے ہی آیا ہے اور یہ جنگ دونوں طرح کی ہوگی۔ ایک طرف امریکہ نے عربوں کو کھیل تماشے میں لگا دیا ہے، فحش اداکارائیں، فیسٹیول، سینماز گھر، ثقافتی میلے، ناچ گانا اور دین وشریعت سے بغاوت پر مبنی کلچر کا فروغ عرب حکمرانوں کے لیے ترقی کا معیار بنا دیا گیا اور خود ایران کا ڈراوا دکھلا کر امریکہ ایک ایک کر کے تمام عرب ممالک کے فوجی اڈوں، بندرگاہوں، ایئرپورٹس اور بحری گزرگاہوں کو قبضے میں لے رہا ہے۔ عرب حکمرانوں کی ان عیاشیوں اور سرکشیوں کے ردعمل میں وہاں ایک نئی ''عرب اسپرنگ'' کو اُبھارا جائے گا اور اس وارفیئر میں امریکہ کے سٹرائیک گروپس اسرائیلی سرحدوں کے پھیلنے کا باعث ہوں گے۔ جبکہ دوسری طرف عربوں کے اہم فوجی اڈے، ایئرپورٹس اور بندرگاہیں عسکری جنگی حکمت عملی کے لیے استعمال ہوں گی۔

ان حالات میں وزیر اعظم پاکستان عمران خان کا دورہ امریکہ کا مطلب ہے کہ امریکہ پاکستان کی طرف دوبارہ دوستی کا ہاتھ بڑھا کر اپنی سپرمیسی کو چیلنج کرنے والے مخالف گروپ (SCO) پر اثر انداز ہونا چاہتا ہے۔ ممکن ہے پاکستان کے لیے کچھ آسانیاں بھی پیدا کی جائیں جیسا کہ دورے سے قبل ہی بلوچستان میں سرگرم علیحدگی پسند تنظیموں کو دہشت گرد قرار دے کر ان پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ اسی طرح کی کچھ اور امریکی نوازشات بھی شاید دیکھنے میں آئیں لیکن یہ سب نوازشات نہ صرف پاکستان کے لیے بلکہ پوری دنیا کے امن وامان کے لیے بھی کہیں زیادہ نقصانات کا باعث ثابت ہوں گی۔ اس لیے کہ امریکہ کی دشمنی سے زیادہ دوستی خطرناک ہوتی ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک

(سورۃ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں مرکزی ناظم مالیات محترم اعجاز لطیف کے 5 جولائی 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! گزشتہ شمارے میں ہم نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیات 23 اور 24 کا مطالعہ کیا تھا۔ لیکن یہ موضوع اس قدر جامع اور اہم ہے کہ چند صفحات میں اس کا احاطہ ناممکن ہے جس کی وجہ سے یہ موضوع تشنہ رہ گیا تھا۔

آج ان شاء اللہ ہم انہی دو آیات کی روشنی میں اس موضوع کے حوالے سے مزید کچھ باتیں جاننے کی کوشش کریں گے۔ فرمایا:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ ﴾ ''اور فیصلہ کر دیا ہے آپؐ کے رب نے کہ مت عبادت کرو کسی کی سوائے اُس کے' اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اگر پہنچ جائیں تمہارے پاس بڑھاپے کو ان میں سے کوئی ایک یا دونوں' تو انہیں اُف تک مت کہو اور نہ انہیں جھڑکو' اور ان سے بات کرو نرمی کے ساتھ۔''

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ ﴾ ''اور جھکائے رکھو ان کے سامنے اپنے بازو عاجزی اور نیازمندی سے اور دعا کرتے رہو: اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔''

والدین نے ہمارے لیے اپنی زندگی میں جتنا کچھ لٹایا ہے اور جس طرح تکلیفیں اُٹھا کر اور مصیبتیں جھیل کر ہمیں پالا پوسا ہے، اُس کا حق تو ہم ادا کر ہی نہیں سکتے۔ لیکن اس کے باوجود ہر ممکن کوشش کرنی ہے اور اس کے بعد بھی اللہ سے التجا کرنی ہے کہ ہم تو ان کی محنت کا اور انہوں نے جو تکلیفیں اُٹھائی ہیں ان کا صلہ نہیں دے سکے لہٰذا تو ہی ان پر اپنی رحمت کا سایہ کر دے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ سب سے اچھا عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ پوچھا اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کے حقوق ادا کرنا۔ پوچھا اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جنگ کرنا۔'' (بخاری)

یہاں نوٹ کیجیے کہ سب سے پہلا حق اللہ کا ہے۔ یعنی سب سے پہلے حقوق اللہ ادا کیے جائیں اس کے بعد حقوق العباد کی باری آئے گی اور حقوق العباد میں سب سے پہلا حق والدین کا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی ذلیل وخوار ہو۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بدنصیب جو ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکے۔''

اسی طرح ایک اور حدیث میں ماں کی شان بیان ہوئی

مرتب: ابوابراھیم

ہے۔ ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ! لوگوں میں میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا: تمہاری ماں! اُس نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تمہاری ماں! اس نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تمہاری ماں! اُس نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تمہارا باپ!''۔ (بخاری)

ماں کی ہستی اتنی عظیم ہستی ہے کہ جس کو بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں مل پاتے۔ ماں کی عظمت کو مختلف لوگوں نے مختلف انداز سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک مصنف مرزا ادیب کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ اپنی ایک کتاب ''مٹی کا دیا'' میں لکھتے ہیں:

''ابا جی مجھے مارتے تھے تو امی بچا لیتی تھی۔ ایک دن میں نے سوچا کہ اگر امی مجھے ماریں گی تو ابا جی کیا کریں گے؟ یہ دیکھنے کے لیے کہ کیا ہوتا ہے' میں نے امی کا کہا نہ مانا۔ انہوں نے کہا بازار سے دہی لا دو میں نہ لایا۔ انہوں نے سالن کم دیا۔ میں نے سوال کیا۔ انہوں نے کہا پیڑی کے اوپر بیٹھ کر روٹی کھاؤ۔ میں نے زمین پر دری بچھائی اور اس پر بیٹھ گیا۔ کپڑے میلے کر لیے میرا لہجہ بھی گستاخانہ تھا۔ مجھے توقع تھی کہ امی اب ضرور پٹائی کریں گی۔ مگر انہوں نے مجھے سینے سے لگا کر کہا: ''کیوں دلاور پتر! میں صدقے جاؤں تو بیمار تو نہیں ہے؟''

یعنی ماں ہمیشہ اپنے بچے کی منفی حرکتوں میں سے بھی مثبت چیز تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ آگے لکھتے ہیں کہ اس وقت میرے آنسو تھے جو رکتے ہی نہیں تھے۔ یہ ماں کے ان احساسات کو الفاظ میں پرونے کی ایک حقیری کوشش تھی۔ جبکہ حقیقت میں اللہ نے ماں کے دل میں اولاد کے لیے جو شفقت اور محبت کے جذبات رکھے ہیں اُن کی عکاسی کرنا انسان کے بس میں نہیں ہے۔

بہرحال ماں کا رشتہ وہ ہے جس کے بارے میں اللہ نے قرآن میں کچھ اس طرح ذکر کیا کہ:

''اور ہم نے وصیت کی انسان کو اُس کے والدین کے بارے میں۔ اس کو اٹھائے رکھا اس کی ماں نے (اپنے پیٹ میں) کمزوری پر کمزوری جھیل کر اور اس کا دودھ چھڑانا ہوا دو سال میں کہ تم شکر کرو میرا اور اپنے والدین کا! اور میری ہی طرف تمہارا لوٹنا ہوگا۔'' (لقمان:14)

بچپن میں بچوں کی سوال کرنے کی بڑی عادت ہوتی ہے وہ بے جا سوال کرتے ہیں لیکن ماں اُکتاتی نہیں بلکہ ہر دفعہ بچے کو چوم کر اس کے سوال کا جواب دیتی ہے۔ لیکن جب اولاد کی باری آتی ہے اور بوڑھے والدین کی یاداشت کمزور پڑنے لگتی ہے جس کی وجہ سے کوئی سوال ایک سے زیادہ بار پوچھ لیں تو اولاد کو غصہ آ جاتا ہے اور کم از کم لہجہ تو تلخ ہو ہی جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن تو اس سے بھی منع کرتا ہے۔ خاص طور پر والدہ کا حق تو بہت بڑا ہے۔

ایک صحابیؓ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ میں نے اپنی والدہ کو کندھے پر اُٹھا کر سخت گرمی میں اس طرح سفر کیا کہ اگر اُس راستے کے گرم پتھروں پر گوشت کا ٹکڑا رکھا جاتا تو وہ بھن کر کباب بن جاتا۔ تو کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پیدا ہونے سے جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے یہ ایک جھٹکے کا بھی بدلہ نہ ہو سکے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ والدہ کا کیا مقام ہے؟ سورۃ الاحقاف (آیت:15) میں فرمایا:

''اور ہم نے تاکید کی انسان کو اُس کے والدین کے بارے میں حسنِ سلوک کی۔ اس کی ماں نے اسے اٹھائے رکھا (پیٹ میں) تکلیف جھیل کر اور اسے جنا تکلیف کے ساتھ اور اس کا یہ حمل اور دودھ چھڑانا ہے (لگ بھگ) تیس مہینے میں۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچتا ہے اور چالیس برس کا ہو جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے: اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں شکر کر سکوں تیرے انعامات کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے۔ اور یہ کہ میں ایسے اعمال کروں جنہیں تو پسند کرے اور میرے لیے میری اولاد میں بھی اصلاح فرما دے۔ میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور یقیناً میں (تیرے) فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے ماں کی جو تین تکالیف بیان کیں ہیں ان میں باپ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ یہ تین تکلیفیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے ماں کو تین درجے اوپر دیے گئے ہیں۔ اسی سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں خواتین کو گھر میں رہنے کا حکم دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ (الاحزاب:33) ''اور تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو۔''

یہ حکم اسی لیے دیا گیا کہ اگر خواتین گھر میں رہیں گی تو وہ اپنی ان ذمہ داریوں کو زیادہ احسن طریقے سے نبھا سکیں گی جن کی وجہ سے اسے تین درجے اوپر دیے گئے۔ لیکن ماں کے ان تین زائد درجوں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ والد کو سرے سے کوئی لفٹ ہی نہ کرائی جائے۔ سنن ترمذی کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی اطاعت والد کی اطاعت میں ہے۔ اور اللہ کی نافرمانی والد کی نافرمانی میں ہے۔ ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ''والد جنت کا اوسط دروازہ ہے یعنی درمیانی دروازہ ہے۔ اگر تو چاہے تو اس دروازے کو ضائع کر اور چاہے تو اس کی حفاظت کر۔''

گویا بے شک جنت ماں کے قدموں تلے ہے لیکن جنت میں دروازے سے گزر کر ہی داخل ہوں گے اور وہ دروازہ والد ہے۔ اس دروازے کی حفاظت کرنے کا مطلب حسن سلوک ہے۔ کسی نے کہا والدین جنت بھی ہیں اور جہنم بھی ہیں۔ اگر ہم ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے تو جنت اور اگر نافرمانی اور گستاخی والا رویہ اپنا لے تو جہنم ہمارا مقدر ہے۔

اطاعت کے اعتبار سے بیٹوں کی پانچ قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کے بیٹے وہ ہیں جنہیں والدین کسی کام کا کہیں تو وہ سرے سے کوئی لفٹ ہی نہیں کراتے۔ یہ سب سے خراب قسم ہے۔ دوسرے وہ ہیں جنہیں والدین کوئی کام کرنے کو کہہ دیں تو کر تو دیتے ہیں مگر بے دلی اور کراہت کے ساتھ۔ یہ نافرمانی کی گرفت میں نہیں آتے البتہ اجر سے محروم رہتے ہیں۔ تیسری قسم وہ ہے جنہیں والدین کوئی کام کہہ دیں تو کر تو دیتے ہیں مگر بڑبڑاتے ہوئے، سنا سنا کر، احسان جتلا کر، یہ کام کر کے بھی گھاٹے میں رہتے ہیں اور گناہ کما رہے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ کا حکم ہے کہ والدین کے سامنے اُف تک نہ کہو اور یہ اللہ کے اس حکم کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ چوتھی قسم کے بیٹے وہ ہیں جنہیں والدین کوئی کام کہیں تو وہ بڑی خوش دلی سے کرتے ہیں۔ یہ لوگ اجر کے مستحق ہیں۔ پانچویں قسم کے بیٹے وہ ہیں جو والدین کی ضرورتوں کے کام ان کے کہنے سے پہلے کر دیتے ہیں۔ یہ خوش بخت بیٹے ہیں۔ البتہ آخری دونوں قسم کے بیٹوں کی عمر میں برکت، رزق میں وسعت، ان کے معاملات میں آسانی اور ان کے دلوں میں راحت اور وسعت کی خوش خبریاں ہیں اور یہ ہے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا دنیا میں نتیجہ۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اس کی رحمت ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اس سے نوازتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو ان آخری دو قسموں میں شامل کرے اور پہلی تین قسموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم میں سے ہر شخص اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ وہ ان پانچ میں سے کون سی قسم والا انسان ہے۔ پھر یہ بھی ہمیں سوچنا چاہیے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک صرف ان کے ہاتھ

پریس ریلیز 12 جولائی 2019ء

نصابِ تعلیم میں قادیانیوں کی شرانگیزی سے حکومت کو خبردار رہنا ہوگا

مولانا صوفی محمد نفاذِ اسلام کے لیے جدوجہد کرنے والے مخلص سپاہی تھے

حافظ عاکف سعید

نصابِ تعلیم میں قادیانیوں کی شرانگیزی سے حکومت کو خبردار رہنا ہوگا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ حال ہی میں حکومتِ پنجاب نے ایک پرائیویٹ پبلشر کی طرف سے بغیر اجازت نویں جماعت کی مطالعہ پاکستان کی کتاب میں عقیدہ ختم نبوت سے متعلق چھیڑ چھاڑ اور ردّوبدل کا نوٹس لیتے ہوئے مارکیٹ سے وہ کتب ضبط کر لی ہیں اور اس پرائیویٹ پبلشر کے خلاف FIR بھی درج کروادی ہے۔ یہ ایک اچھا قدم ہے تاہم حکومت کو چاہیے کہ وہ قبل از وقت قادیانیوں کی ایسی شرانگیزیوں پر کڑی نظر رکھے اور ایسے قادیانی نواز پرائیویٹ پبلشرز کو فوری طور پر بلیک لسٹ کیا جائے۔ حکومت کا فرض ہے کہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کر کے انھیں قرارواقعی سزا بھی دلوائی جائے تاکہ اس نوع کے فتنوں کا سدباب ہو سکے۔ سوات کے معروف عالم دین اور نفاذِ شریعت کے داعی مولانا صوفی محمد کی وفات پر اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ پاکستان نفاذِ اسلام کے لیے جدوجہد کرنے والے ایک مخلص سپاہی سے محروم ہو گیا۔ صوفی صاحب کے طریق کار سے کسی کو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن نظامِ اسلام کے قیام کے حوالے سے ان کا خلوص واخلاص یقیناً قابل رشک تھا۔ انھوں نے صادق آباد خوفناک ٹرین حادثہ پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا کہ ہم جاں بحق اور زخمی ہونے والے افراد کے ورثاء کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ وزیراعظم اپنے ماضی کے دعوؤں کے مطابق حالیہ ٹرین حادثوں کا نوٹس لیتے ہوئے موجودہ وزیر ریلوے سے فوراً استعفیٰ لیں۔ اصل ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت بوسیدہ اور زائد المیعاد ریلوے ٹریکس کو فوری طور پر تبدیل کرے تاکہ ایسے اندوہناک حادثات سے بچا جا سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

پاؤں چومنے کا نام نہیں ہے بلکہ ہر صورت میں ان کی رضا اور خوشنودی کے حصول کی کوشش کا نام حسن سلوک ہے۔

حسن سلوک یہ ہے کہ ان کے دل میں آئی ہوئی خواہش کو انسان محسوس کرے اور پھر ان کے حکم کا انتظار کیے بغیر اس خواہش کو پورا کرے۔ یہ بھی حسن سلوک ہے کہ وہ دیکھنے کی کوشش کرے کہ انہیں کون سے کام سے زیادہ خوشی ہوگی اور کون سے کام سے انہیں دکھ پہنچتا ہے۔ لہٰذا جس کام سے انہیں خوشی ہوتی ہے وہ کام فوراً کرے اور جس کام سے انہیں دکھ پہنچے اس سے بچنے کی پوری کوشش کریں۔

آج کل کا عمومی کلچر یہ بن گیا ہے کہ رات کو دیر تک جاگ رہے ہیں، دوستوں کے ساتھ خوش گپیاں ہو رہی ہیں، دعوتیں ہو رہی ہیں، محفلیں ہو رہی ہیں جبکہ والدین کو یہ چیزیں پسند نہیں ہوتیں۔ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ بچے جلدی گھر آجائیں۔ ماں تو انتظار میں رہتی ہے۔ گویا وقت پر گھر آنا، والدین کی خبر گیری کرنا اور وقت پر سو جانا والدین کے ساتھ ہی حسن سلوک نہیں ہے بلکہ خود اپنے ساتھ بھی حسن سلوک ہے۔ اس لیے کہ ڈاکٹرز کے مطابق باڈی کی ساری repiar and maintenance کا کام رات دس بجے کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ ہمارے رسول ﷺ نے بتایا ہے کہ عشاء کے بعد غیر ضروری طور پر جاگنا نہیں چاہیے۔ آج میڈیکل سائنس بھی آپ کو یہی بتا رہی ہے۔

حسن سلوک کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ہم والدین کے جذبات، احساسات اور خیالات کا احترام کریں۔ ان کے ساتھ بات چیت اور گفتگو کے لیے باقاعدہ وقت نکالیں اور انہیں کسی چیز کی طلب اور ضرورت پیش ہو تو اس کو فوری طور پر ان کے لیے حاضر کر دیا جائے۔ حسن سلوک یہ بھی ہے کہ ان کے آرام اور راحت کا خیال رکھا جائے۔ اگرچہ اس کے لیے اپنا آرام اور راحت قربان کرنا پڑے۔ اسی طرح ان کے پسندیدہ کھانے کا اہتمام کرنا، اگر کہیں سفر کا ارادہ ہو یا رشتہ داروں کو ملنے کی تمنا ہو تو اس میں آسانی پیدا کرنا یہ سب بھی حسن سلوک ہے۔ اسی طرح حج وعمرہ میں ان کے لیے بہتر سے بہتر انتظامات کرنا بھی حسن سلوک ہے۔

حسن سلوک یہ بھی ہے کہ ان کے ہونٹوں پر ہنسی بکھیرنے کے لیے انسان کوشش کرتا رہے اگرچہ انسان اپنے آپ کو مسخرہ ہی کیوں نہ لگ رہا ہو۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک بھائی بہنوں کے درمیان باریوں کا نام نہیں ہے کہ جناب میں نے دو مہینے خدمت کر لی اب تمہاری باری ہے۔ بلکہ جس طرح والدین نے اولاد کے لیے ساری زندگی گھلا دی مگر وہ اُکتائے نہیں، اسی طرح اولاد بھی دل کی چاہت کے ساتھ ان کی ساری زندگی خدمت کرے۔ حقیقت میں تو یہ جنت کی دوڑ ہے۔ جو جتنا زیادہ خدمت کرے گا، جتنا زیادہ والدین کو خوش رکھے گا وہی اس دوڑ میں سب سے آگے ہوگا۔ لہٰذا سب بھائی بہنوں کو اسی چیز کو مدنظر رکھ کر والدین کی خدمت کرنی چاہیے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ﴾ (الذاریات:50) ”تو دوڑو اللہ کی طرف“

اللہ کو راضی کرنے کی کوششوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ والدین کو راضی کیا جائے۔ جنت کو کئی راستے جاتے ہیں اور ان میں سے کئی راستے والدین سے ہو کر گزرتے ہیں۔ اگر ان کو ناراض کر دیا تو پھر جنت کا راستہ بھی کافی مشکل ہو جائے گا۔

والدین کی نافرمانی کا انجام

والدین کی نافرمانی کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی ان کو سزا دینے کا دستور بنایا ہے۔ ویسے عام طور پر دنیا دار الجزاء نہیں ہے دار الامتحان ہے۔ سارے گناہوں کی سزا یہاں نہیں ملتی لیکن والدین کی نافرمانی اور ان کے ساتھ ناروا رویہ ایسا گناہ ہے جس کی سزا اللہ اس دنیا میں دیتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہی ہے کہ اولاد کو نصیحت ہو اور وہ والدین کی بددعا اور ناراضگی سے بچنے کی کوشش کریں۔ احادیث سے پتا چلتا ہے کہ کچھ گناہ ایسے شدید ہیں کہ اللہ نے ان کی سزا دنیا میں بھی رکھ دی ہے اور آخرت میں بھی سزا ملے گی۔ ایسا نہیں ہے کہ اس کو دنیا میں سزا مل گئی تو آخرت کی سزا معاف ہو گئی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ہر گناہ کی سزا اللہ تعالیٰ موخر کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے قیامت کے دن تک سوائے ظلم اور والدین کی نافرمانی کے یا رشتہ توڑنے کے کیونکہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ موت سے پہلے گناہ گار کی زندگی میں ہی دے دیتا ہے۔“

ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: دو ایسے گناہ ہیں جن کی سزا دنیا میں دی جاتی ہے۔ ایک ظلم اور دوسرا والدین کی نافرمانی۔“ (صحیح مسلم) ایک اور روایت میں فرمایا کہ ظلم اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کا مرتکب زیادہ لائق ہے کہ اس کو اللہ کی جانب سے دنیا میں بھی جلد سزا دی جائے اور آخرت کے لیے بھی اس کو باقی رکھا جائے۔“

قطع رحمی اس سے بڑی اور کیا ہو سکتی کہ انسان والدین کے ساتھ تعلقات توڑ دے اور ان کی ناراضگی مول لے۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی نافرمانی اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ ایسے گناہ گار کو اللہ تعالیٰ دنیا میں سخت سزا دیتا ہے تاکہ ماں باپ بھی نافرمان اولاد کی سزا دیکھ لیں۔ جنہوں نے اس کی پرورش کے لیے رحم وکرم کا بازو بچھائے رکھا، اب جب اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور خود کمانے لگا تو اب ماں باپ کے سارے احسانات بھلا کر نافرمانی اور تکلیف دینے پر اتر آیا۔ نافرمان اولاد کی دنیوی سزا میں جہاں اولاد کے لیے عبرت کا ساماں ہے وہیں اس کے لیے دنیا والوں کے لیے درس ونصیحت ہے تاکہ کوئی اولاد ماں باپ کا حق غصب نہ کرے بلکہ دل وجان سے ان کی خدمت کرے۔ بالخصوص جب وہ دونوں بوڑھے ہو جائیں اس وقت کوشش ہونی چاہیے کہ مکمل نگہداشت کی جائے۔ ان کو وقت پر کھانا دیا جائے اور جو ان کی خواہش ہو وہ دیا جائے، ان کو اچھا لباس پہنایا جائے، ان کے لباس وضع قطع اور ان کی رہائش کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھا جائے۔ ان کو قضائے حاجت کے لیے جانے میں کوئی مسئلہ ہو تو ان کی مدد کرے۔

والدین کی نافرمانی کی سزا اتنی زیادہ اس لیے رکھی گئی ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ یہ ایسا گناہ ہے جس کی سزا دنیا سے شروع ہوتی ہے اور آخرت تک چلتی رہتی ہے۔ ایک روایت میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو سب سے بڑے گناہ نہ بتلا دوں؟ لوگوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، ضرور بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔“

جس طرح اللہ کے حق یعنی عبادت کے بعد والدین کا حق ہے، اسی طرح شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔ ان میں سے ایک والدین کا نافرمان، دوسرے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت، اور تیسرا بے غیرت خاوند۔ نیز تین شخص ہمیشہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ ایک ماں باپ کا نافرمان، شراب کا عادی اور کچھ دے کر احسان جتلانے والا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے وہ ملعون ہے اور ایسے شخص کا کوئی بھی عمل اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ یعنی اس کے تمام فرائض ونوافل بے کار ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کا عمل قبول نہیں کیا جائے گا۔ ایک والدین کا نافرمان، احسان جتلانے والا اور تقدیر کا انکار کرنے والا۔ ان سب باتوں کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کی بندگی کرنا اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہمارے فرائض میں سے ہے۔

خطاب بہ جاوید

13

سخنے بہ نژادِ نو

نئی نسل سے کچھ باتیں

45 آبجویم از دو بحر اصل من است | فصل من فصل ست وہم وصل من است!

میری مثال ایک (صاف و شفاف پانی کی) ندی کی سی ہے (جس میں ذکر و فکر کے دو پانی جمع ہیں) یہی میری اصل ہے۔ مغربی افکار سے میری جدائی ہے اور میری یہ جدائی ہی (قرآن سے تعلق کے لیے) وصل ہے

46 تا مزاجِ عصر من دیگر فتاد
طبعِ من ہنگامہ دیگر نہاد!

جب سے (فرنگی مغربی استعمار چھایا ہے اور) میرے زمانے کا مزاج کسی اور ڈھنگ کا (خدا بےزار اور وحی دشمن) ہوگیا ہے میری طبع نے بھی (قرآنی تعلیمات کا دامن پکڑ کر) نئے ڈھنگ کا ہنگامہ کر دیا ہے

47 نوجواناں تشنہ لب، خالی ایاغ | شستہ رو، تاریک جاں، روشن دماغ!

(اس فرنگی مغربی استعمار کے افکار و نظام تعلیم کا حاصل یہ ہے کہ) آج نوجوان (روحانی طور پر) پیاسے اور (کج فکر کے باعث) عمل کے میدان (اُمت مسلمہ کی بیداری کی جد و جہد) میں خالی ہاتھ (برتن) ہیں چہرے مرجھائے ہوئے، تاریک اخلاقی اقدار اور روشن خیال (MODERATE اسلام کے حامی) ہیں

45۔ اے مسلمان نوجوان! میرا کلام میرے افکار کا آئینہ دار ہے اور میرا فکر ایک صاف شفاف پہاڑی ندی کی مانند ہے جس میں تعلیماتِ مصطفیٰ ﷺ اور عصر حاضر کے تقاضے یعنی ذکر و فکر کے دو دھارے جمع ہیں۔ میری مغربی صیہونی ابلیسی افکار سے جدائی اور علیحدگی ہی میری پہچان ہے اور یہ جدائی دراصل قرآن مجید (اور تعلیماتِ مصطفیٰ ﷺ) سے وصل اور بغل گیری ہے جس سے میرا فکر سورج چاند کی طرح چمک رہا ہے اور آفاقی ہوگیا ہے۔ ❶

46۔ اے پسر! حالیہ فرنگی صیہونی استعمار کی اُٹھان سے غیر مسلم دنیا تو جلدی اس کے پاؤں پر گر گئی اور اطاعت قبول کرلی جب کہ عالم اسلام یعنی مسلمان اُمت بھی بالآخر پہلی جنگ عظیم کے بعد اس تہذیب کے چنگل میں پھنس گئی ہے۔ اس تہذیب کے افکار نے روئے ارضی پر بھونچال برپا کر دیا ہے۔ ایک طرف مذہب اور سیاست کو الگ کر دیا ہے جس سے حکمرانی تمام اخلاقی اصولوں سے آزاد تجارت بن گئی ہے اور مذہب کو مذہبی اداروں میں مقید کر دیا ہے۔ نظامِ تعلیم، میڈیا، اخبارات، تجارت، حکومت سب سیکولر، لبرل، اخلاق دشمن اور انسان دشمن ہوگئے ہیں۔ انسان ایک خونخوار حیوان بن چکا ہے عصرِ حاضر میں جب یہ ہنگامہ برپا کر کے روئے ارضی پر انسان کا جینا دوبھر کر دیا ہے تو میں نے بھی اس صیہونی ابلیسی نظریاتی یلغار کے خلاف قرآن مجید کی تعلیمات کے ذریعے ہنگامہ کھڑا کر دیا ہے اور مغربی متعصب اسلام دشمن مستشرقین اور نام نہاد سیکولر دانشوروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا ہے (جس کی وجہ سے فرنگی صیہونی استعمار کے عالی دماغ علامہ اقبال کے دشمن بن گئے ہیں)۔ ❷

47۔ فرنگی استعمار نے مسلمان اُمت کے نوجوانوں کو قتل تو نہیں کیا مگر بے خدا سائنس اور MORALLESS تہذیب کے ذریعے اس کے نظامِ تعلیم نے ان کو عملی زندگی میں روحانی طور پر پیاسا بنا دیا ہے اور مستقبل کے بارے میں کسی مثبت سوچ سے عاری (خالی دماغ) بنا دیا ہے کہ مغربی سوچ کے ساتھ انسانی زندگی کا کوئی مثبت، انسان دوست اور ماحول دوست مقصد زندگی بتایا ہی نہیں جاسکتا۔ ان کے چہرے مرجھائے ہوئے ہیں، ان کے اخلاق جانوروں سے بدتر البتہ دماغ روشن ہیں یعنی روشن خیالی کے نظریات کے حامل و مبلغ ہیں۔

❶ عرض بحضور رحمۃ للعالمین ﷺ میں علامہ اقبال کہتے ہیں:

گر دلم آئینۂ بے جوہر است
ور بحرفم غیر قرآن مضمر است
روزِ محشر خوار و رسوا کن مرا
بے نصیب از بوسۂ پا کن مرا

❷ یہ بات یاد رہے کہ 2007ء میں برطانوی وزیر اعظم کا امریکی رسالہ ٹائم میگزین میں ایک بیان شائع ہوا کہ برطانوی ہند کے ایک بدحواس شاعر نے 1930ء میں پاگل لوگوں کے اجتماع میں پاکستان کی تجویز رکھی۔ اس شاعر کے کلام سے عوام پاگل ہوگئی اور برطانیہ کو پاکستان بنانا پڑا اسی وجہ سے بعد کے اقدامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کیسے پاکستان کے مسلمان عوام کو کلامِ اقبال سے دور کیا گیا اور مسلمان حکمرانوں سے ہی یہ ناپاک کام کروایا گیا۔ غور کرو اور بات کو سمجھو۔

ایک دینی قائد ہونے کی حیثیت سے مولانا فضل الرحمان کی پہلی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ وہ ملک میں نفاذِ شریعت کے لیے اے پی سی بلائیں اور حکومت کے خلاف تحریک چلانے کی بجائے نفاذِ اسلام کے لیے تحریک چلائیں: ایوب بیگ مرزا

بغیر اجازت دوسری شادی پر سزا کا معاملہ مذہبی سیاسی جماعتیں اسمبلی میں پُرزور طریقے سے اُٹھائیں جہاں اس قانون کو سادہ اکثریت سے ختم کیا جاسکتا ہے: عطاء الرحمان عارف

دوسری شادی پر سزا اور وزیراعظم کا دورۂ امریکہ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: اسلام آباد ہائی کورٹ کے ایک فیصلے کے مطابق دوسری شادی کو بیوی اور مصالحتی کونسل کی اجازت کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں ایک سال تک قید اور جرمانہ ہوسکتا ہے؟ کیا عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ شرعی قوانین سے متصادم نہیں؟

ایوب بیگ مرزا: یہ فیصلہ یقیناً شریعت سے متصادم ہے۔ لیکن میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس میں اسلام آباد ہائیکورٹ کے جج اطہر من اللہ کا قصور نہیں ہے۔ انہوں نے پاکستان کے آئین کا حلف لیا ہوا ہے اور اُسی آئین اور قانون کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔ یا تو وہ اس طرح کا مجاہد ہونے کا ثبوت دیتے اور کہتے کہ میں کرسی چھوڑ دوں گا لیکن خلاف شریعت قانون کے مطابق فیصلہ نہیں دوں گا۔ لیکن اگر وہ کرسی پر بیٹھتے ہیں تو ان کے پاس اور کوئی چارہ کار ہی نہیں سوائے اس کے کہ جو آئین کہتا ہے، جو قانون کہتا ہے اس کے مطابق فیصلہ دیں۔

سوال: آئین تو یہ بھی کہتا ہے کہ پاکستان میں قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی۔ کیا جج صاحب یہ آپشن نہیں لے سکتے تھے؟

ایوب بیگ مرزا: تو پھر آئین ہی کا قصور ہوا، جج کا قصور تو نہ ہوا۔ بے شک آئین میں یہ شق موجود ہے کہ پاکستان میں قرآن وسنت کے خلاف قانون سازی نہیں ہو گی لیکن اس پر بھی سپریم کورٹ کے ایک سابق جج فیصلہ دے چکے ہیں کہ یہ بھی آئین کی اسی طرح کی ایک شق ہے جس طرح دوسری شقیں ہیں اور آئین کی کوئی شق دوسری شق کو رد نہیں کر سکتی۔ یعنی یہ شق آئین کی دوسری دفعات پر اثر انداز نہیں ہوگی۔ لیکن جہاں تک دوسری شادی کا معاملہ ہے تو اس کا آئین سے کوئی تعلق سرے سے ہے ہی نہیں۔ یہ اصل میں وہ فیملی لاء ہیں جو ایوب خان کے دور میں بنے تھے اور یہ ہمارے آئین کا حصہ نہیں ہیں بلکہ پینل کوڈ کا حصہ ہیں۔ ہماری کسی حکومت کو آج تک یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس قانون کو ختم کر سکے۔ حالانکہ یہ آئین نہیں بلکہ قانون ہے اور اسے ختم کرنے کے لیے دو تہائی اکثریت کی بھی ضرورت نہیں تھی بلکہ سادہ اکثریت سے اسے ختم کیا جا سکتا تھا۔ لہٰذا میں جج صاحب کو اس معاملے میں معذور سمجھ رہا ہوں۔ ان کے پاس کوئی اور حل نہیں تھا۔ انہیں تو یہ دیکھنا ہے کہ سامنے جو قانون موجود ہے اسی کے مطابق انہیں فیصلہ کرنا ہے۔ لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قانون غلط اور خلاف شریعت ہے۔ اس قانون کو کالعدم قرار دیا جائے یا اس قانون کو شریعت کے مطابق کیا جائے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

عطاء الرحمٰن عارف: دراصل یہ ایک کشمیری شخص کا معاملہ ہے جس نے پاکستان میں دوسری شادی کی لیکن مصالحتی کونسل سے سرٹیفکیٹ نہیں لیا تھا۔ کشمیر میں اگرچہ پاکستانی قانون لاگو نہیں ہوتا لیکن چونکہ اس شخص کا شناختی کارڈ پاکستان کا بنا ہوا تھا اور اس نے شادی بھی پاکستان سے کی تھی۔ لہٰذا فیصلہ پاکستان کے قانون کے مطابق ہوگا۔ اس کا یہ کیس سیشن کورٹ سے ہوتا ہوا اسلام آباد ہائیکورٹ تک پہنچا جہاں اس کی سزا معاف کرنے کے لیے اپیل کی گئی تھی لیکن ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ اس کی کچھ سزا بحال رہے گی کیونکہ اس نے دوسری شادی کے لیے مصالحتی کونسل سے سرٹیفکیٹ نہیں لیا تھا۔ اگر بیوی اجازت دے بھی دیتی ہے اور مصالحتی کونسل اجازت نہیں دیتی تو پھر بھی اس کو ایک سال کی قید اور جرمانہ ہوسکتا ہے۔ یہ بات پاکستان کے قانون میں موجود ہے۔ بہرحال ہونا یہ چاہیے تھا کہ اس قانون کو اسمبلی میں ریفر کیا جاتا۔ آج بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری دینی جماعتیں اور ہمارے نمائندگان اس ایشو کو اسمبلی میں لے کر جائیں جہاں سادہ اکثریت سے اس قانون کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا دینی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ اس حوالے سے آواز اُٹھائیں۔

سوال: پاکستان کے آئین میں شریعت سے متصادم کون کون سے قوانین ہیں اور ہم پاکستان کے آئین کو اسلامی سانچہ میں کیسے ڈھال سکتے ہیں؟

عطاء الرحمٰن عارف: پاکستان کے قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے ہمارے آئین میں شروع میں ہی یہ شق موجود ہے جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ یہاں کوئی بھی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جاسکتا۔ اس کے باوجود بہت سارے قوانین غیر اسلامی ہیں۔ معاشی میدان میں سود موجود ہے جو ختم کیا جانا چاہیے۔ اسی طرح پاکستان پینل کوڈ کے تحت تو بے شمار قوانین، بالخصوص معاشرتی قوانین ایسے ہیں جو شریعت سے متصادم ہیں۔ اس حوالے سے ذمہ داری حکومت اور پارلیمنٹ کی بنتی ہے۔ کیونکہ اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ سارا کام مکمل کیا ہوا ہے اور اپنی تجاویز حکومت کو پیش کی ہوئی ہیں۔ اب اس پر عمل درآمد کرانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

ایوب بیگ مرزا: آپ پاکستان کے آئین کو اسلامی قانون کہہ سکتے ہیں البتہ اس میں دو شقیں ایسی ہیں جو غیر اسلامی ہیں۔ اس کے علاوہ تمام شقات اسلام کے مطابق ہیں۔ ان دو شقوں میں سے ایک وہ ہے جس میں

صدر پاکستان کو استثنا حاصل ہے کہ وہ کوئی بھی جرم کر لے تو اس پر کوئی کیس نہیں بن سکتا۔ حالانکہ اسلام میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ جو شخص بھی جرم کرے چاہے وہ غریب ہو، امیر ہو، حاکم ہو قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ دوسری خلاف اسلام شق یہ ہے کہ صدر پاکستان کو اختیار ہے کہ وہ کسی بھی مجرم کی سزا معاف کر سکتا ہے۔ حالانکہ اسلام میں صرف مقتول کے ورثاء قاتل کو معاف کر سکتے ہیں چاہے دیت لے کر معاف کر دیں یا ویسے ہی معاف کر دیں۔ یہ دو شقات ایسی ہیں جن کے بارے میں واضح طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ دونوں خلاف اسلام ہیں۔ اس کے علاوہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ پاکستان کا آئین منافقت کا پلندہ ہے۔ کیونکہ اس آئین میں سارا کا سارا اسلام موجود ہے لیکن ہر شق کو دوسری شق کاٹتی ہے یعنی ایک شق اگر اسلام کے مطابق ہے تو اس کا راستہ روکنے کے لیے دوسری شق بنا دی گئی ہے تاکہ وہ عملی شکل اختیار نہ کر سکے اور یہ سیکولر نظام اسی طرح چلتا رہے۔ مثال کے طور پر ہمارے آئین کے مطابق سود حرام ہے۔ کیونکہ جسٹس تنزیل الرحمان نے یہ فیصلہ دے دیا تھا کہ سود اور ربا ایک ہی شے ہے اور یہ حرام ہے۔ اس فیصلہ میں حکومت کو وقت دیا گیا تھا کہ حکومت پاکستان اتنے وقت میں اپنے معاشی نظام کو سود سے پاک کر لے۔ لیکن اسی وقت کے اندر اندر نواز شریف حکومت نے UBL کے ذریعے نظر ثانی کی اپیل دائر کر دی اور اس کے بعد بھی ہر حکومت نے کوئی نہ کوئی حیلہ بہانہ کر کے سود کے نظام کو قائم رکھا۔ ورنہ پاکستان کے آئین کے مطابق اب تک بھی سود حرام ہے لیکن اس کے باوجود ان حیلوں کی وجہ سے چل رہا ہے۔

سوال: کیا مولانا فضل الرحمان کو اسلام کے نفاذ کے حوالے سے دینی جماعتوں کی اے پی سی نہیں بلانی چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: ہم بھی اس بات کے قائل ہیں کہ سیاست بھی اسلام کا ایک حصہ ہے۔ اسلام سیاست کرنا سکھاتا بھی ہے، بتاتا بھی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ موجودہ زمانے میں جو سیاست چل رہی ہے اس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ مولانا نے حالیہ دنوں میں جو اے پی سی بلائی تھی ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ ان کی جماعت ایک مذہبی سیاسی جماعت ہے اور ان کا حق ہے کہ وہ کسی وقت بھی اے پی سی بلا سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ مولانا اپنی سیاست کی بنیاد قرآن وسنت اور مدرسہ یعنی مذہب بتاتے ہیں اور وہ ماشاء اللہ عالم دین بھی ہیں لہٰذا ان کا پہلا فرض یہ بنتا تھا کہ وہ ملک کی دینی جماعتوں کو اکٹھا کرتے اور ان سے کہتے کہ چونکہ وقت کی حکومت اسلام کے نفاذ کی طرف نہیں جا رہی، لہٰذا ہمیں ایک تحریک برپا کرنی چاہیے تاکہ نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر دی جاسکے۔ یہ بات وہ اپنے مدرسوں میں بھی کرتے اور عوام سے بھی اپیل کرتے۔ اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ ضیاء دور کی نظام مصطفیٰ تحریک کے بعد عوام کا دینی جماعتوں پر سے اعتماد اُٹھ چکا ہے اور اس طرح کی کوئی تحریک اب اُٹھتی نظر نہیں آرہی لیکن اس کے باوجود بھی میرے اور مولانا کے ذمے تو کوشش کرنا ہے۔ مولانا اس حوالے سے کوشش کریں۔ میں کہتا ہوں کہ اب بھی پانی سر سے نہیں گزرا۔ وہ دینی جماعتوں کا اجلاس بلائیں۔ اس میں ایک لائحہ عمل طے کریں اور پھر سب کے ساتھ مل کر ایک تحریک

> APC کے اعلامیہ میں مولانا فضل الرحمان نے توہین صحابہ کے خلاف مذمتی شق شامل کرنے کی کوشش کی لیکن پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو کی مخالفت پر اس شق کو نکالنا پڑا۔

برپا کریں۔ تحریک کامیاب ہوتی ہے یا نہیں ہوتی، نتائج انسان کے بس میں نہیں ہوتے۔ لیکن وہ ایک دینی قائد ہونے کی حیثیت سے اپنے کارکنوں اور عوام کو اس طرف لگائیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام آئے۔ وہ اپنی سیاست کی بنیاد نفاذ اسلام کی جدوجہد کو بنائیں نہ کہ کرسی، وزارت، انتخابات اور اُکھاڑ پچھاڑ کی سیاست کریں۔

سوال: ملک کی دینی جماعتوں کا سیاسی جماعتوں سے اپنے مفادات کے حصول کے لیے سیاسی گٹھ جوڑ مستقبل میں کتنا مفید ثابت ہو سکتا ہے؟

عطاء الرحمٰن عارف: دینی جماعتوں میں مولانا فضل الرحمان صاحب کی پوزیشن زیادہ مضبوط ہے۔ مدارس پر ان کا پورا ہولڈ ہے۔ انہوں نے یہ بات کہی ہے کہ میں پانچ لاکھ لوگ جمع کر سکتا ہوں، ڈیڑھ لاکھ جمع کرنا تو میرے لیے کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ اللہ کرے کہ وہ ایسا کریں لیکن وہ یہ کام اسلام کے لیے کریں۔ دوسری جماعت مسلم لیگ (ن) ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جس کے دور میں قانون توہین رسالت کے ساتھ کیا کھلواڑ کرنے کی کوشش کی گئی تھی؟ لہٰذا وہ دین کے معاملے میں کتنے سنجیدہ ہیں ہم جانتے ہیں۔ تیسری جماعت پیپلز پارٹی ہے جس کے پاس سٹریٹ پاور اب بھی ہے۔ خاص طور پر سندھ میں ان کو بہت بڑی سٹریٹ پاور حاصل ہے اور ان کے پاس سندھ کارڈ بھی ہے۔ وہ جب چاہیں اس کارڈ کو کھیل لیتے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ وہ دیگر سیاسی جماعتوں کے ساتھ نفاذ اسلام کی بات کریں۔ لیکن یہ دو بڑی جماعتیں اس حوالے سے قطعاً تعاون نہیں کریں گی۔ جس کی تازہ مثال موجودہ اے پی سی کے اعلامیہ ہے جس میں مولانا نے توہین صحابہ کے خلاف مذمتی شق شامل کرنے کی کوشش کی لیکن پیپلز پارٹی کے چیئرمین کی مخالفت پر اس شق کو نکالنا پڑا۔ اس کے علاوہ باقی جماعتیں سیکولرازم اور سوشلزم کی پروردہ ہیں۔ لہٰذا میری ذاتی رائے میں ان سیاسی جماعتوں کے ساتھ مل کر کوئی دینی تحریک نہیں چلائی جاسکتی۔ مولانا فضل الرحمان اکتوبر میں دھرنا دینا چاہتے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی میرے ساتھ آئے یا نہ آئے میں اکیلا جاؤں گا۔ اگر وہ اسلام کے لیے یہ کام کریں تو ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔

سوال: مہاراجہ رنجیت سنگھ کو شیر پنجاب کا خطاب دے کر اس کا مجسمہ لاہور کے شاہی قلعے میں نصب کر دیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ کس کی ایماء پر اور کس کی خوشنودی کے لیے کیا جا رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: مجسمہ سازی ہو یا بت تراشی ہو ہم اس کی پوری شدت کے ساتھ مخالفت کرتے ہیں۔ یہ انتہائی مذموم کام ہے اور خلاف اسلام اور حرام کام ہے۔ ہمارا تعلق بت شکن حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا تو ان سے صلبی تعلق ہے اور ہمارا ان کے ساتھ معنوی وروحانی تعلق ہے۔ تو ہم کو ان کی سنت پر چلنا چاہیے نہ کہ ہم آزر کی سنت پر چلیں۔ سنگ تراشی، مجسمہ سازی، بت تراشی یہ سب خلاف اسلام چیزیں ہیں۔ بہر حال اس کام کے پیچھے ایک امریکی اور ایک برطانوی این جی او ہے اور اس کے علاوہ پنجاب کی فقیر فیملی ہے جو کہ بہت بڑی صاحب ثروت فیملی ہے۔ ان تینوں نے مل کر یہ کام کیا ہے اور پنجاب حکومت کا جرم یہ ہے کہ اس نے اس میں رکاوٹ کھڑی نہیں کی۔ اس کے لیے جگہ آرکیالوجی ڈیپارٹمنٹ نے دی ہے اور وہ بھی اس میں ملوث ہے۔ یہ فقیر فیملی اصل میں اس دور میں سکھوں کے ساتھ ہے جب سکھ یہاں حکومت کرتے تھے اور انہوں نے اس وقت بھی مسلمانوں کی بجائے سکھوں کا ساتھ دیا تھا۔ بہر حال ہم فقیر فیملی اور جنہوں نے بھی اس

کام میں حصہ ڈالا ہے بشمول پنجاب حکومت کے اس کام کی شدید مذمت کرتے ہیں اور پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ جس قدر جلدی ممکن ہو سکے اس مجسمہ کو نہ صرف ہٹایا جائے بلکہ اس کو پاش پاش کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام دینی جماعتوں کو مل کر اس حوالے سے حکومت پر پریشر ڈالنا چاہیے کہ وہ اس کو ختم کرے۔ اس کام میں ہمارے ہاں کا سیکولر طبقہ بھی پیش پیش تھا۔ حالانکہ اسے بہت مرتبہ منہ کی کھانی پڑتی ہے لیکن اس کے باوجود یہ باز نہیں آتے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ یہاں کے سیکولر طبقہ نے 295-c کے حوالے سے کتنا طوفان اٹھایا تھا لیکن پھر ان کو منہ کی کھانی پڑی۔ یہ کام بھی انہی کا کیا دھرتا ہے، یہی اس کے پیچھے ہیں، دوسری طرف ہماری حکومتیں بھی اسلام سے بے نیاز اور لاتعلق ہیں جس کی وجہ سے اس مسلمان ملک میں ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔

عطاء الرحمٰن عارف: اس حوالے سے وفاقی حکومت کو سب معلوم ہے۔ کیونکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے وزیر فواد چودھری اور مشیر اطلاعات فردوس عاشق اعوان نے اس پر بیانات دیے ہیں اور خوشی کا اظہار کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جب سے یہ حکومت آئی ہے اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کے پیچھے کیا سٹریٹجی ہے کہ پہلے کرتار پور بارڈر کھولا اور اب یہ مجسمہ نصب کیا یعنی سکھوں کو پورا سپورٹ کیا جا رہا ہے۔ ان اقدامات سے دینی تحریکات اور دینی لوگوں کو بہت تکلیف پہنچی ہے۔

سوال: وزیراعظم عمران خان 20 سے 25 جولائی امریکہ کے دورے پر روانہ ہو رہے ہیں۔ بحیثیت پاکستانی ہمیں وزیراعظم کے اس دورے سے کیا اُمیدیں اور توقعات رکھنی چاہئیں؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ کے دورے کے حوالے سے ہماری وزارت خارجہ بہت سرگرم ہے۔ کسی زمانے میں ذوالفقار علی بھٹو کا نام بہترین وزیر خارجہ میں شمار ہوتا تھا بلکہ اب بھی ہوتا ہے۔ لیکن موجودہ وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی کی کارکردگی پاکستان کی تاریخ میں نمایاں طور پر سامنے آئے گی۔ ڈونلڈ ٹرمپ وہ صدر ہے جس نے آتے ہی پاکستان اور عمران خان کے خلاف کھل کر stance لیا تھا۔ یہاں تک کہ پاکستان کو سبق سکھانا بائیں ہاتھ کا کھیل قرار دیا۔ اقتدار میں آنے سے پہلے امریکہ میں عمران خان کے خلاف ڈیڑھ سو کالم لکھے گئے اور یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کو اقتدار میں آنے ہی نہیں دیا جائے گا۔ لیکن جب اقتدار میں آیا تو اس کے خلاف ان سے جو کچھ ہو سکا انہوں نے کیا۔ آئی ایم ایف کے ذریعے جتنی گردن وہ مروڑ سکتے تھے انہوں نے مروڑی ہے۔ بے شک میں وزرات خارجہ کی کارکردگی کو بہت اچھی قرار دے رہا ہوں لیکن امریکہ نے جس طرح ایک دم یوٹرن لیا ہے مجھے اس سے تشویش ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ کے لوگ بہت مکار و عیار لوگ ہیں۔ ان کی حکومتیں بہت عجیب عجیب گیمز کھیلتی ہیں۔ اب آپ دیکھئے کہ امریکہ نے ایک دم یوٹرن لیتے ہوئے اس BLA کو دہشت گرد قرار دے دیا ہے جس کو خود امریکہ اور بھارت سپورٹ کرتے رہے ہیں، اسی طرح جماعۃ الاحرار اور جیش العدل جیسی تنظیموں کو بھی دہشت گرد قرار دیا ہے جو کہ ٹی ٹی پی کا جزو ہیں اور امریکہ ہی ان کا پشتی بان رہا ہے۔ میرے خیال میں اس ہمدردی کے پیچھے بھی امریکہ کی کوئی نئی چال ہے۔ یہ بات الگ ہے کہ پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کسی زمانے میں ایسے رہے ہیں جس میں یقیناً پاکستان نے فائدہ بھی اُٹھایا ہے بالخصوص اسلحہ کے حوالے سے اور ہندوستان سے بچنے کے حوالے سے، لیکن ایک بات شروع سے ہی نظر آتی تھی کہ امریکہ پاکستان کو بعض مواقع پر ٹشو پیپر کی طرح استعمال کرتا ہے اور پھر برے طریقے سے دھتکار دیتا ہے۔ یہ امریکہ کا انداز ہے۔ لیاقت علی خان کا امریکہ میں زبردست استقبال ہوا لیکن پھر ساتھ ہی ان کے سامنے شرط رکھ دی۔ پھر ایوب خان کا اس طرح کا استقبال ہوا کہ کسی نے کہا کہ جارج واشنگٹن اگر دوبارہ پیدا ہو جائے تو امریکی اس کا اس طرح کا استقبال نہیں کریں گے۔ لیکن پھر انہوں نے ایوب خان کو ایسا شیشے میں اتارا کہ پاکستان نے کئی طرح سے نقصان اُٹھایا۔ اسی طرح اب حال ہی میں ایک انٹرویو کے دوران عمران خان سے پوچھا گیا کہ سر! واشنگٹن کی پچ بہت گیلی ہے اس میں گیند ان سوئنگ بھی ہوتی ہے اور آؤٹ سوئنگ بھی ہوتی ہے لہٰذا آپ کو بہت احتیاط سے کھیلنا ہوگا۔ اس پر عمران خان نے ضرورت سے زیادہ اعتماد بلکہ متکبرانہ انداز میں جواب دیا کہ وہ مجھے نہیں ہلا سکتے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں ان کی چال کو سمجھتے ہوئے قدم رکھنا چاہیے کیونکہ وہ بہت عیار لوگ ہیں۔ بہرحال جب معاملات سامنے آئیں گے تو پتا چلے گا۔ دوسری بات جو انہی دنوں میں ہوئی ہے کہ افغان طالبان نے امن کانفرنس میں شرکت کی حامی بھر لی ہے اور یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ انہوں نے کسی ایسی کانفرنس میں شرکت کی حامی بھری ہے جس میں افغان حکومت بھی شامل ہوگی۔ بعد میں انہوں نے وضاحت کی ہے کہ ہم اس میں پرائیویٹ طور پر شرکت کریں گے۔ بہرحال معلوم ہوتا ہے کہ اس خطے میں بہت تیزی سے تبدیلی رونما ہو رہی ہے۔ اگلا سال امریکہ کے انتخابات کا سال ہے تو عین ممکن ہے کہ ٹرمپ چاہتا ہو کہ الیکشن سے پہلے پہلے وہ افغانستان سے نکل جائے تاکہ امریکی عوام خوش ہو کر اسے دوبارہ منتخب کر لیں کیونکہ افغانستان کے مسئلہ کی وجہ سے امریکی عوام کی جان پر بنی ہوئی ہے۔ معاشی نقصان کے علاوہ ان کا بہت زیادہ جانی نقصان بھی ہو رہا ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے لیکن اگر اس کے پیچھے کوئی اور چال ہے تو اللہ ہماری حکومت کو اور ہمیں اس سے محفوظ کرے۔

عطاء الرحمٰن عارف: جس پس منظر میں یہ دورہ ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ اس سے قبل افغان صدر اشرف غنی پاکستان کے دورے پر آئے۔ ظاہر ہے وہ اگر آئے ہیں تو بھارت کی مرضی کے بغیر نہیں آئے ہوں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکستان نے بھارت کا افغانستان میں کردار کسی نہ کسی درجے میں تسلیم کر لیا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ اشرف غنی بھارت اور امریکہ کی مرضی کے بغیر یہاں آ جائیں۔ ان حالات کو دیکھیں تو یہی تبدیلی نظر آ رہی ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے سی پیک کو رول بیک کیا جائے یا اس میں سے چین کے کردار کو محدود کر کے دیگر قوتوں سعودی عرب اور افغانستان کے کردار کو بڑھایا جائے۔

ایوب بیگ مرزا: ویسے دنیا کی ہر فوج کا خارجہ پالیسی سے تعلق ہوتا ہے لیکن پاکستان کی فوج کا تعلق خارجہ پالیسی سے کچھ زیادہ اس لیے ہے کہ جس طرح عالمی طاقتیں پاکستان کو گھیرے ہوئے ہیں اور خاص طور پر بھارت کے جو عزائم ہیں اُن کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری فوج کبھی بھی افغانستان میں بھارت کا کوئی رول تسلیم نہیں کرے گی۔ جہاں تک اشرف غنی کے دورے کا تعلق ہے تو وہ اس سے پہلے بھی پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں۔ اسی طرح پاکستان سی پیک منصوبے میں بھی اتنا آگے جا چکا ہے کہ اب واپس آنا بھی چاہے تو نہیں آ سکتا۔ اصل میں دیکھنا یہ ہے کہ امریکہ افغانستان سے نکلتے ہوئے پاکستان سے کیا رول حاصل کرنا چاہتا ہے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

غمِ دہر

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

آئی ایم ایف نے ہمارا خون نچوڑ، کھال ادھیڑ ہدایات جاری فرما کر مدد کرنے کی جو حامی بھری تھی وہ پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اسد عمر نے کڑوا سچ بول دیا تھا (عوام کی چیخیں نکلوانے کا) تو وہ فارغ کر دیئے گئے۔ اب خاموشی سے عوام کا دھیان کرکٹ اور مقدماتی سیاست کی سنسنی خیزی میں لگا کر وہ سب کر دکھایا جو عالمی استحصالی اداروں کے تقاضے اور تمنائیں تھیں۔ سیلز ٹیکس بڑھانے پر رہی سہی ٹیکسٹائل یونٹ بند اور مالکان سراپا احتجاج۔ صنعت پہلے مشرف کے دور اول میں گیس بجلی کے ہاتھوں تباہ ہوئی۔ ملک کھوکھلا اسی نے کر دیا تھا۔ کولیشن سپورٹ فنڈ (امریکہ نیٹو افواج کی مدد اور پشت پناہی) کے ڈالروں پر ملک چلایا گیا۔ اب مشرف حکمرانی ہی کا دوسرا دور (مشرف کے بغیر، بیماری کی بنا پر) پوری با مشرف وزارتی مشاورتی ٹیم پر چل رہا ہے۔ کراماتی ہاتھ اندر سے ملک لوٹ کر کھا کر ملبہ سارا عوام پر منتقل کر دیتے ہیں۔ لہٰذا آج اشیائے ضروریہ کی مہنگائی اور بلوں کی لوٹ مار کا وہ عالم ہے کہ پوری قوم بلبلا اٹھی ہے۔ ایسے میں زخموں پر نمک چھڑکنے کو مہربان انصافی وزیراعظم ایک شان بے اعتنائی سے بیانات جاری کرتے رہتے ہیں۔ ملک چلانے کے لیے پیسہ نہیں۔ (صدارتی محل میں پرندوں، طوطوں کے پنجروں کے لیے تو ہے!) فرماتے ہیں: 21 کروڑ لوگ تھوڑا تھوڑا حصہ بھی ڈالیں تو مشکل سے نکل جائیں گے۔ 21 کروڑ کی جیبیں تو خالی کر کے آپ پھاڑ چکے! عوام کی جیب تجاوزات جان کر ختم کر دی گئی۔ اب آپ (پاکستانی) آئی ایم ایف کارندوں، حکومتی اہلکاروں، پارٹی کے رئیسوں (شوکت ترین کی شوگر ملوں کے صدقے چینی مہنگی کر کے عوام کی دسترس سے دور کی گئی۔) و دیگر مقتدرین ہائے مملکت کی جیبیں ٹٹولیں۔ عوام کی گھریلو معیشت اجاڑ کر اب قوم پر احسان عظیم کی خوشخبری شہ سرخیوں میں داغی گئی ہے: ''آئی ایم ایف نے قرض پیکج کی منظوری دے دی۔ پاکستان کا اظہار تشکر!'' ذلت وخواری، پستی و بدحالی میں مبتلا کر کے ہم پر قرض مزید کی لعنت مسلط کر کے زیر بار کیا جا رہا ہے۔ قرض تو شہید کا بھی معاف نہیں ہوتا! سوال کی ذلت سے بچنا اسلامی تہذیب وتربیت کا بنیادی سبق ہے۔ لیکن 2001ء کے بعد سے تو ہم اسلام کو فارغ خطی دے کر مشرف کی روشن خیالی کی سرنگ میں جا گھسے۔ اب باقی مسمار کردہ مسلم ممالک کی طرح سیاست میں بھی افراتفری لاگو کر دی گئی ہے۔ ملکی ترقی و بقا کے لیے لازم مہذب شائستہ افہام وتفہیم کی جگہ کھینچا گھسیٹی، بدکلامی، بدزبانی، مقدمہ بازی کا سماں ہے۔

پڑی ہے اپنی اپنی ہر بشر کو
یہی آسیب لے ڈوبے نہ گھر کو

باہر معاشی حملے، اندر ثقافتی وتہذیبی حملے اور اسلام پر چاند ماری جاری ہے۔ بیکن ہاؤس سکول کی ساتویں جماعت کی سائنس کی کتاب میں ''شور کی آلودگی'' کے عنوان سے مسجد سے اٹھتی اذان کی آواز بھی شامل کی دی گئی ہے۔ تصویر میں مسجد سے اٹھتی آواز اور تکلیف سے سر پکڑے مرد کو دیکھا جا سکتا ہے۔ شعائر اللہ کی حرمت پامال کرنے کی کھلی چھٹی ایسے سکولوں اور ان کے نصابوں کو دی گئی ہے۔ (پہلے بھی نشاندہی کی جا چکی ہے) اذان کی تکبیر اور کلمہ شیطان کی سر پر ہتھوڑے برساتا ہے اور وہ ہراساں ہو کر گوز مارتا بھاگ لیتا ہے۔ یہی کیفیت مسلم ملک کے معروف تعلیمی ادارے کی بے حساب شاخوں کی بھی ہے؟ کمال یہ ہے کہ گرجے کی گھنٹیاں اس میں شامل کرنے کی جرأت نہ تھی! مساجد کے لیے ہی یہ ہتھ چھٹ ہیں۔ کیا فرماتی ہیں انصافی خاتونِ اول اس بارے؟ یہ بھی ملاحظہ ہو کہ مدارس کی تعداد پر متوحش، اور ایسے شتر بے مہار سکولوں کا کھمبیوں کی طرح گلی گلی پھیلا جال؟ بھاری فیسوں سے عوام کو لوٹنے اور فکری نظریاتی تربیت تباہ کرنے کی انڈسٹری!

ایک تازہ کمرشل 'ایریل واشنگ پاؤڈر' نے بھی داغی ہے۔ پہلے ان کا ایک اشتہار کئی سال ''داغ تو اچھے ہوتے ہیں'' کے عنوان سے قوم کی بیٹیوں کو داغدار ہونے کی جرأت دلانے پر مامور رہا۔ ملک بھر میں سبھی چپکے تکا کیے، کسی ماتھے پر بل نہ آیا۔ اچھے بنائے گئے ان داغوں کے ہاتھوں غیرتی قتل بھی ہوئے، حادثے بھی، کوڑے کے ڈھیر پر بچے بھی پھینکے گئے۔ خاندان اجڑے۔ اب نیا داغی اشتہار ملاحظہ ہو۔ بیٹیوں کی برین واشنگ ہو رہی ہے۔ (کپڑے نہیں دماغ دھوئے جا رہے ہیں گدلے بدبودار پانیوں میں۔) چند جملے دکھا کر کہا گیا ہے کہ یہ جملے نہیں داغ ہیں جن کا دھونا ضروری ہے۔ (مگر آپ تو کہہ چکے کہ داغ تو اچھے ہوتے ہیں۔) جملے ملاحظہ کیجئے: 'چادر چار دیواری میں رہو۔' 'تم ایک لڑکی ہو۔' 'چادر پہن کر رہو۔' 'لوگ کیا کہیں گے۔' 'پڑھ لیا اب گھر بیٹھو۔' (نہیں خود دربدر ہو اور دوسروں کے گھر اجاڑو!) 'تم ایک لڑکی ہو۔' لڑکی کو کہنا کیا اسے داغدار کرنا ہے؟ مغربی احساس کمتری کا وہ وائرس جس کے تحت نسوانی عورت وہاں نایاب ہو گئی اور ایک مردانی عورت وجود میں آئی۔ یہ عین وہی سب ہے۔ اس اشتہار میں ورغلانے والی ماڈل، کرکٹ کا بیٹ تھامے کرکٹ کی مردانہ وردی پہنے اپنے نفسیاتی عارضے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مسلمان عورت تو اپنی زنانہ شناخت پر نازاں، مطمئن، پُرسکون زندگی بسر کرتی ہے۔ اپنے محرم مردوں کے تحفظ، محبت اور احترام میں گھری! یہ مغربی ایجنڈے ملٹی نیشنلز کے پراڈکٹ کے ساتھ عورت کو بھی نرا پراڈکٹ بنا بیچتے ہیں۔ اٹھائیں، لپیٹیں مغربی کثافت۔ پھینک دیں باہر گلی میں! جو ایک طرف عصمتیں لٹانے کے اسباق ''داغ تو اچھے ہوتے ہیں'' کہہ کر ازبر کروائے۔ اور اب چادر، چار دیواری اور حیا کی پاکیزگی میں جن کا دم گھٹے، سانس رکے۔ ضیق صدر کی یہ کیفیت سورۃ الانعام میں بیان ہوئی:

''(اسلام کا تصور کرتے ہی) اسے یوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا اس کی روح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے۔ اس طرح اللہ (حق سے فرار اور نفرت کی) ناپاکی ان لوگوں پر مسلط کر دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ حالانکہ یہ راستہ (قرآن، اسلام کا) تمہارے رب کا سیدھا راستہ ہے اور اس کے نشانات ان لوگوں کے لیے واضح کر دیئے گئے ہیں جو نصیحت قبول کرتے ہیں۔ ان کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے۔ اور وہ ان کا سرپرست ہے ان کے اعمال کی بنا پر جو انہوں نے کیے۔''

(الانعام: 125 تا 127)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(04 تا 10 جولائی 2019ء)

جمعرات (04 جولائی) کو صبح 9 بجے سے نمازِ ظہر تک ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ جمعہ (05 جولائی) کو قرآن اکیڈمی میں دفتری امور نمٹائے اور پریس ریلیز کا اجراء کیا۔ اسی شام 6:15 بجے قرآن اکیڈمی میں امیر حلقہ لاہور غربی جناب پرویز اقبال سے بعض تنظیمی امور پر گفتگو ہوئی۔ بعدازاں حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم جوہر ٹاؤن کے ایک رفیق جناب اسماعیل طاہر سے ملاقات رہی۔ متعدد تنظیمی و تربیتی امور پر تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوئی۔ ہفتہ (06 جولائی) کو قرآن اکیڈمی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔

اتوار (07 جولائی) کو صبح 10:30 بجے تا نمازِ ظہر قرآن آڈیٹوریم میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار بعنوان ''محمد مرسی کی شہادت اور احیائی تحریکوں کا مستقبل'' کی صدارت کی۔ پروگرام کے آخر میں مقررین اور شرکاء کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور وقت کی کمی کے باعث موضوع کی مناسبت سے مختصر گفتگو بھی کی۔ منگل (09 جولائی) کو بعد نمازِ ظہر قرآن اکیڈمی میں مصطفیٰ ٹاؤن لاہور سے آئے ہوئے ایک صاحب جناب فہیم جبار سے تفصیلی ملاقات رہی۔ تنظیم اسلامی کے فکر اور طریق کار پر بھرپور گفتگو رہی۔ بعدازاں بحمداللہ تمام امور پر انشراحِ صدر کے بعد انہوں نے بیعت فارم پُر کیا اور تنظیم اسلامی کی رفاقت اختیار کی۔ اسی شام بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی میں ایک حاضر سروس کرنل صاحب اپنے ایک دوست کے ساتھ ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ متعدد علمی اور تحریکی موضوعات پر گفتگو رہی۔ کرنل صاحب بانی محترمؒ کے دورۂ ترجمۂ قرآن سے بہت متاثر تھے اور اس کی تاثیر، مقبولیت اور افکار کی افادیت کے حوالے سے اپنے خیالات کا تفصیل کے ساتھ اظہار کیا۔ یہ نشست عشاء تک جاری رہی۔ بعدازاں انہوں نے بانی محترمؒ کے دروس وخطابات پر مبنی تمام مواد مکتبہ خدام القرآن سے حاصل کیا۔ بدھ (10 جولائی) کو صبح 10 بجے ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں ناظم اعلیٰ اور مرکزی ناظم نشر و اشاعت کے ساتھ ایک خصوصی میٹنگ ہوئی۔ بعدازاں تنظیمی اور دفتری امور نمٹائے۔ (مرتب: محمد خلیق)

شعبہ خط وکتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ

''مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب'' پرمبنی

''قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس'' سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط وکتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ! اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط وکتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 3-(92-42)35869501 E-mail:distancelearning@tanzeem.org

مذکورہ بالا آیت کے مصداق نصیحت قبول کرنے والوں کی ایک لائق تقلید مثال ماڈلنگ اور شوبز سے وابستہ افراد کے لیے بھارت میں کشمیری نژاد مسلمان سابقہ اداکارہ زائرہ وسیم کی ہے۔ 13 سال کی عمر میں فلمی دنیا میں قدم رکھنے والی یہ بچی، گلیمر، شہرت، پیسہ، ہردلعزیزی کی انتہاؤں کو بہت جلد جا پہنچی۔ تاہم ضمیر کی کشمکش نے اسے قرار نہ لینے دیا۔ پانچ سال اس دنیا میں گزار کر اب اس نے تائب ہو کر اس راستے کو خیرباد کہا، اظہار برأت کرتے ہوئے۔ قرآن سے وابستہ ہو کر اس نے اپنے رب کو پالیا۔ اس روحانی سفر کی روداد خوبصورت ایمان افروز آیات، احادیث، اسمائے الٰہی سے مزین اس کے اندر کی روشنی کی خبر دیتی ہے۔ فلمی ماحول میں باہر کا گلیمر اور شور، ضمیر کی پکار اور روح کی آواز سننے نہیں دیتا۔ کہتی ہے: ''میری زندگی کی ساری برکات ختم ہوگئیں۔ میری روح مسلسل حالتِ اضطراب میں تھی۔ میں نے کلام اللہ میں پناہ چاہی۔ دل کا براہ راست رابطہ قرآن سے ہوا۔ قرآن کی عظیم حکمت و دانائی میں مجھے سکون و قرار مل گیا۔ شکوک و شبہات، خطاؤں اور خواہشات نفس کے مریض دل کا علاج صرف اللہ کی رہنمائی میں تھا۔ قرآن اور نبی ﷺ کی رہنمائی میرے لیے فیصلہ کن ثابت ہوئی۔ اسی سے میری زندگی کا رخ اور رویہ کلیتاً تبدیل ہوگیا۔'' فلمی دنیا میں تہلکہ خیز کردار ادا کرنے والی اس نوخیز مسلمہ کا بیانیہ ایمان افروز اور رہنما ہے اس پورے طبقے کے لیے۔ اللہ تعالیٰ اسے ایمان و استقامت سے مالا مال کر دے اور ہر فتنے سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

ادھر ہمارے ہاں سراج الحق صاحب نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت عالمی عدالت میں مرسی شہید کا مقدمہ لڑے۔ اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا۔ پاکستان تو خود پرویز مشرف دور میں اپنے کارندے مصر بھیج کر اسلامیوں کے خلاف کریک ڈاؤن کی تربیت دلواتا رہا۔ لاپتگی کا ناسور اور گھروں پر چھاپوں، ٹارگٹ کلنگ پولیس مقابلے سب مصر کی دین ہے! اب اسی کے خلاف یہ وزیراعظم عدالت میں جائے؟ جبکہ وہ تو السیسی قاتل اخوان کو پاکستان دورے کی محبت بھری دعوت دے کر آئے ہیں!

غوطہ زن ہو کے غم دہر میں لکھ لیتا ہے
حرف دو چار، قلم کار، تجھے کیا معلوم!

☆☆☆

بیوہ عورت کا نکاح

محمد انوار میمن

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ (النور:32)

''اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو۔''

معاشرے میں سب سے زیادہ سلوک اور رحم کی مستحق وہ عورتیں ہیں جن کے شوہر مر چکے ہوں۔ لیکن مختلف معاشروں کا جب آپ مطالعہ فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ سب سے زیادہ ظلم وستم اور ناروا سلوک بیواؤں کے ساتھ ہی ہوا ہے۔ شوہر کے مرتے ہی عورت ہمدردی، سلوک، انصاف، دلجوئی اور زندگی کی ہر چیز سے گویا محروم ہوگئی۔ ہندوستان کی تاریخ میں جو بھیانک ظلم ان کے ساتھ ہوا ہے اس کے سننے سے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہی ہیں لیکن ہندوؤں کی انتہائی بھیانک رسم عورت کا شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ جلنا بدترین ظلم ہے۔ جن معاشروں میں ستی کی رسم نہیں تھی وہاں بھی عورت کی زندگی مظلومیت کی ایک سچی اور زندہ کہانی بن جاتی، زندہ رہتے ہوئے وہ زندگی کی تمام خوشیوں سے محروم ہوتی، وہ ہمیشہ کے لیے تنہائی، بے کسی اور غم کی زندگی گزارتی ہیں۔ شادی کی مسرتوں سے وہ محروم، خوشی کی تقریبات سے وہ دور بلکہ اس کے وجود کو نحوست کی نشانی سمجھا جاتا اور خوشی کے موقعوں پر ان کے سائے کو دور رکھا جاتا ہے۔

بیوہ عورت سے شادی:

بلاشبہ احادیث میں کنواری عورتوں سے شادی کی ترغیب پائی جاتی ہے اور اس کی معقول وجہ بھی ہے، جیسا کہ بعض حدیثوں میں سبب بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ کنواری سے میل ملاپ اور ہمدردی جلد پیدا جاتی ہے، پہلے پہل شوہر کے یہاں آتی ہے اس لیے شوہر جس چیز کا عادی بناتا ہے آسانی سے ہو جاتی ہے، کم سے کم چیزوں پر خوش رہتی ہے اور ان سب سے بڑھ کر مرد اس سے دلی طور پر اتنا گھل مل جاتا ہے کہ اس کی محبت دل میں گھر کر لیتی ہے۔ اور اسی طرح مرد نظر اور خیالات کی بدکاری سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

بیوہ سے شادی عہد نبوی اور عہد صحابہؓ میں:

رحمت عالم حضرت محمد ﷺ کی زندگی خود اس کا عملی نمونہ ہے کہ آپ نے ایک کے سوا بقیہ تمام بیوہ عورتوں ہی سے شادی کی۔ اپنی بعض صاحبزادیوں کی جو بیوہ ہوگئی تھیں، شادی کرائی۔ جلیل القدر خلفاء اور صحابہ کرامؓ کی تاریخیں پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ ان حضرات نے بیوہ عورتوں سے کس کثرت سے شادیاں کیں۔ صحابیات کی زندگی پڑھیں گے تو دیکھیں گے کہ انہوں نے شوہروں کی وفات کے بعد دوسری، تیسری شادیاں کیں۔

ان واقعات کو عرض کر کے بتانا یہ ہے کہ اگر بیوہ سے شادی کرنا کوئی ناپسندیدہ بات ہوتی ہے تو خود عہد نبویؐ وعہد صحابہؓ میں ان بیواؤں سے شادی کوئی تلخ تجربہ نہیں، بلکہ ایک کار ثواب ہے اور شرعی نقطۂ نظر سے ایک پسندیدہ عمل ہے۔

بیوہ کے ساتھ سب سے بڑی بھلائی:

بیوہ عورت کے ساتھ سب سے بڑی بھلائی یہ ہے کہ اس کے نکاح کی فکر کی جائے۔ اسلامی معاشرہ میں نہ تو کوئی بیوہ سے نکاح کو عیب سمجھتا ہے اور نہ ہی بیوہ دوسرے نکاح کو عیب سمجھتی ہے، جو لوگ جھوٹی شرافت اور جھوٹی عزت کی خاطر بیوہ کے نکاح کو برا سمجھتے ہیں وہ دراصل اسلام کی روح سے خالی ہیں۔ انسانیت کے سردار حضرت محمد ﷺ نے پہلا نکاح ایک چالیس سالہ بیوہ ہی سے کیا اور باقی بیویوں میں بھی اکثر بیوہ ہی تھیں۔

ایک صحابیہؓ کا دوسرا نکاح:

عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل کی شادی سب سے پہلے عبداللہ بن ابی بکر صدیقؓ سے ہوئی پھر جب یہ طائف میں شہید ہوگئے۔ (اور چونکہ ان کو اپنے شوہر سے بے پناہ محبت تھی ان کے انتقال پر انہوں نے یہ شعر بھی کہا:

فاليت لا تنفك عيني حزينة
عليك ولا ينفك جسدي اغيرا

''میں نے قسم کھالی ہے کہ آپ کے شہید ہو جانے کے بعد آپ کے غم میں میری آنکھ ہمیشہ پُرنم اور جسم ہمیشہ غبار آلود رہے گا۔

تو پھر انہوں نے زید بن خطابؓ سے نکاح کیا تو وہ بھی جنگ یمامہ میں شہید ہوگئے، پھر ان کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہوگئے اور اللہ نے ان کو بھی بلا لیا تو انہوں نے ان کی جدائی کے غم میں یہ اشعار پڑھے۔

عين جودي بعبرب و نحيب
لا تملي على الامام النجيب
فجعتني المومن بالفارس المعلم
يوم الهياج و التثويب
قل لاهل الضراء و البوس
موتو اقدستقب المنون كاس شعوب

''اے آنکھ سخاوت کے ساتھ رو کر آنسو بہا، اکتا مت جائیے رونے سے ایسے نیک شریف امام پر ایک ایسے ماہر شاہسوار کی موت نے اچانک مجھے غمگین کر دیا جنگ اور بدلہ دیے جانے کے دن میں۔ تم کہہ دو فقراء ومساکین سے اور پریشان حال لوگوں سے کہ اب تم مرجاؤ اس لیے کہ موت نے ایسے کریم اور سخی شخص کو ہم سے جدا کر دیا جو فقیروں ومسکینوں کی مدد کرنے والا تھا پریشان حال لوگوں کا ساتھی وغم خوار تھا۔''

پھر زبیر بن عوامؓ سے ان کا نکاح ہوگیا، یہاں تک کہ جب وہ بھی شہید ہوگئے تو حضرت علیؓ نے نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے معذرت کردی کہ میں آپ کے لیے بخل کرتی ہوں (یعنی ڈرتی ہوں کہ کہیں آپ بھی جلد شہید نہ ہو جائیں)۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ان کے پہلے شوہر نے ان کے لیے کچھ مال مخصوص کر دیا تھا کہ یہ تمہارے لیے ہے تاکہ تم میرے مرنے کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرو۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ ناجائز وصیت ہے جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال رکھا ہے اس کو انہوں نے کیوں حرام کیا، لہٰذا تم مال شوہر کے رشتہ داروں پر لوٹا دو اور خود دوسرا نکاح کرلو۔

اس سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ اگر کوئی مرد کسی عورت کو یہ وصیت کر کے جائے کہ میرے بعد نکاح نہ کرنا، تو بھی اس وصیت پر عمل کرنا جائز نہیں، بلکہ اگر گناہ کا خطرہ یا ظن غالب ہو جائے تو اس وصیت پر عمل نہ کرنا

واجب وفرض کے حکم میں ہو جاتا ہے۔

اندازہ لگائیے! عاتکہ کا پہلا نکاح عبداللہ بن ابی بکرؓ سے، ان کے شہید ہونے کے بعد زید بن خطابؓ سے ان کے شہید ہونے کے بعد حضرت عمرؓ سے، ان کے شہید ہونے کے بعد زبیر بن عوامؓ سے ہوا۔ ان کے شہید ہونے کے بعد حضرت علیؓ نے پیغام بھیجا تو معذرت کردی۔ (الاصابہ،ص ۳۵۷،ج ۵)

ایک عابدہ کی نصیحت: بیوہ کو کبھی بے نکاح نہ رکھنا:

ایک عورت بہت چھوٹی عمر میں بیوہ ہو گئی۔ اس نے ہمیشہ روزہ رکھنا اور ہر وقت عبادت کرنا اپنا معمول بنا لیا۔ گویا حقیقی معنوں میں صائمۃ النہار اور قائمۃ اللیل بن گئی۔ دن کو روزہ رکھنے والی رات کو عبادت کرنے والی۔

روزہ افطار کرتے وقت شام کو سوکھی روٹی یا گیہوں کی بھوسی کھانا اختیار کیا اور شب و روز تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہتی۔ اسی حالت میں بوڑھی ہوگئی۔ سینکڑوں عورتیں اسی نفس کشی اور سچی پارسائی کو دیکھ کر اس کی معتقد ہو گئی۔ مرتے وقت اس نے سب عورتوں کو بلا کر پوچھا کہ میں نے کیسی پاک دامنی، پارسائی اور عزت و حرمت سے اپنی زندگی گزاری۔

عورتوں نے کہا کہ ایسا ہونا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ کبھی کسی مرد کا منہ تک نہ دیکھا، ساری عمر روزہ رکھا، سوکھی روٹی کھائی یا ستو پی کر گزارہ کیا اور شب و روز مصروف تلاوت و مشغول عبادت رہیں۔ وہ بولی اب میرے دل کا حال سنو کہ جوانی سے بڑھاپے تک رات کو قرآن کی تلاوت کرتے وقت کبھی میرے کان میں چوکیدار کی آواز آتی تو دل چاہتا کہ کسی طرح اس کے پاس چلی جاؤں۔ لیکن اللہ جل جلالہٗ کے خوف اور دنیا کی شرم سے بچی رہی۔ اب میرا آخری وقت ہے۔ میں تم سب کو نصیحت کرتی ہوں کہ کبھی جوان بیوہ عورت کو بے نکاح نہ رکھنا۔

بیوہ کا آسمانوں میں خطاب کس عمل سے ہوگا؟

حضورﷺ نے فرمایا: ''دیندار بیوہ عورت کا خطاب آسمانوں میں شہیدۃ ہو جاتا ہے۔'' (بحوالہ دیلمی)

یعنی آسمانوں میں اس کے نام سے جتنی کارروائیاں کی جاتی ہیں اس میں اس کو شہیدہ (شہادت پانے والی عورت) کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اولاد کی خاطر دوسری شادی نہ کرنے والی کا ثواب:

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں اور پچکے سیاہ گالوں والی عورت قیامت کے دن اس طرح (قریب) ہوں گے (راوی حدیث حضرت یزید بن زریعؒ نے درمیانی اور شہادت کی انگلی کو اپنے ہاتھ کے اشارہ سے دکھایا) یہ وہ عورت ہو گی جو اپنے خاوند سے بیوہ ہوگئی۔ اس کے پاس منصب بھی تھا اور جمال بھی مگر اپنے نفس کو ان یتیموں کی خاطر (شادی کرنے سے) روکے رکھا حتیٰ کہ وہ غیر محتاج ہوگئے یا فوت ہوگئے۔''

کیا بیوہ اچھی بیوی بن سکتی ہے؟

اگر کوئی نوجوان بیوہ سے شادی کرتا ہے تو وہ شادی کے پیچیدہ مسائل سے دوچار نہیں ہوتا کیونکہ بیوہ ان مراحل سے گزر چکی ہوتی ہے اور وہ پہلی رات میں نئے شوہر کے جنسی تقاضوں کی ہمنوا بن جاتی ہے۔ اپنے تجربات کی بنا پر بیوہ جانتی ہے کہ مرد جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے کن باتوں کا خواہش مند ہے۔ صرف جنسی مسائل میں ہی نہیں، وہ اپنے نئے شوہر کی جذباتی زندگی کو بھی بہت حد تک سمجھ سکتی ہے۔ کنواری لڑکیاں کتابوں یا اپنی ماں کی ہدایات سے ذہنی طور پر تو واقف ہو سکتی ہیں کہ ازدواجی زندگی کیوں کر کامیاب ہو سکتی ہے۔ مگر کتابی معلومات حقیقی تجربے کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔

بیوہ نہ صرف جنسی آداب جانتی ہے بلکہ وہ مرد کی فطرت سے بھی واقف ہوتی ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں جو تلخیاں پیدا ہوتی ہیں، اول تو وہ ان کا پہلے ہی سد باب کر دے گی۔ اگر اس پر بھی جھگڑے پیدا ہوئے، تو اس کے نزدیک وہ زیادہ اہم نہیں ہوتے۔ وہ ان گروں سے واقف ہے، جو روٹھے شوہر کو دوبارہ فریفتہ کر لیتے ہیں۔

میں یقین کرتا ہوں کہ بیوہ بہترین بیوی ثابت ہو سکتی ہے۔

☆☆☆

حمدِ باری تعالیٰ

خالق ارض و سما تیرے سوا کوئی نہیں
ہر شے میں تو جلوہ نما تیرے سوا کوئی نہیں
مالک روز جزا تیرے سوا کوئی نہیں
لائق حمد و ثنا تیرے سوا کوئی نہیں
دریا میں جب طوفاں اٹھا ساحل لرز کے رہ گیا
موجوں سے یہ آئی صدا تیرے سوا کوئی نہیں
صبح دم شبنم گری کلیوں نے بھی انگڑائی لی
پھولوں نے یہ کھل کر کہاں تیرے سوا کوئی نہیں
میں اپنی جستجو میں گھر سے نکلا تھا مگر
ہر جگہ تو ہی ملا تیرے سوا کوئی نہیں
اک زمانہ چاند سورج کو خدا کہتا رہا
میں یہی کہتا رہا تیرے سوا کوئی نہیں
گر گیا سجدے میں عارف اور یہ کہتا رہا
تو ہی ہے میرا خدا تیرے سوا کوئی نہیں

(عزیز عارف / کراچی)

تزکیۂ نفس اور انقلاب میں نسبت و تناسب

حافظ محمد مشتاق ربانی

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ تزکیہ نفس پر فلاح کا انحصار ہے۔فلاح تب ہی ہوسکتی ہے جب تزکیہ کے ہر پہلو پر توجہ دینے کی کوشش کی جائے۔ البتہ ہمارے دین میں درجات ہیں۔ وہ لوگ زیادہ درجے والے ہیں جو اپنے تزکیہ کے ساتھ ساتھ اقامت دین، اسلامی انقلاب اور اصلاح معاشرہ کے لیے مصروف عمل ہیں۔تزکیہ نفس اور انقلاب میں گہرا تعلق ہے۔تزکیہ ہمیں اخلاص کی قوت عطا کرتا ہے۔بعض لوگ تو انقلاب کے لفظ سے بھی الرجک ہیں اور چاہتے ہیں اس کی بجائے اصلاح کا لفظ زیادہ موزوں ہے۔ لیکن فی الحال ہم تزکیہ اور اسلامی انقلاب کی بات کررہے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک مسلمان کی ساری توجہ صرف تزکیہ پر ہی نہ ہواور نہ سارا زور انقلاب پر ہو۔ہاں انقلابی جدوجہد کی بنیاد تزکیہ نفس پر ہونی چاہیے۔جب ہم انقلاب کے تناظر میں تزکیہ کا لفظ بولتے ہیں تو مقصد ہوتا ہے کہ نیت کی درستگی ہواور ہر کوشش کا مقصد رضائے الٰہی ہو۔ احتساب نفس ہو۔ ریا کاری سے ہر عمل باطل ہو جاتا ہے۔تزکیہ نفس کے ہر اس طریقے سے اجتناب کرنا چاہیے جو مشروع نہ ہو۔سیاسی جماعتوں اور مذہبی سیاسی جماعتوں میں یہی فرق ہے کہ ایک مذہبی سیاسی جماعت کے کارکن کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے جبکہ سیاسی جماعت کے اراکین عموما مفادات کا سوچتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ سیاسی جماعتوں کے اراکین نئے الیکشن پر اپنی وفاداریاں تبدیل کر لیتے ہیں اور نئے سیٹ اپ بنتے ہیں۔

کوئی بھی تزکیۂ نفس کو نظر انداز نہیں کرسکتا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی مقامات پر تزکیۂ نفس کی اہمیت اجاگر کی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اس سے آگے بھی سفر کرنا چاہیے۔ اگر ہم تزکیۂ نفس سے آگے نہیں بڑھیں گے تو ہمارا دین کا تصور جامع نہیں بلکہ یہ کہنے میں حرج نہیں کہ یہ تصور نامکمل بلکہ ناقص ہے۔تزکیہ کے اقامت دین کی جدوجہد پر گہرے اثرات ہیں۔تزکیہ اس سفر میں ایک ولولہ پیدا کرتا ہے۔تزکیہ اولین کام ہے اور یہ دینی جدوجہد میں معاون ہے۔تزکیہ اقدام کے لیے انرجی فراہم کرتا ہے۔اگرچہ قرآن مجید کی نصوص سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تزکیہ نفس فلاح کا ذریعہ ہے

ہر کام میں اعتدال ہمارے دین کا شیوہ ہے۔لہذا ہر شخص خود ہی ایڈجسٹمنٹ کرسکتا ہے کہ ان دونوں امور میں کیسے بیلنس کرے۔ اسلامی تحریکوں میں ایسے نوجوان بھی نظر آتے ہیں جن میں دینی سرگرمیوں میں بڑا ولولہ اور جوش ہوتا ہے لیکن نماز میں وہ پابندی نہیں جو مطلوب ہے۔ ایسے کارکنوں کو اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔تزکیہ بنیاد ہے اور اس پر جہاد اور اقامت دین کی عمارت کھڑی ہونی چاہیے۔تزکیہ نفس خالصتاً ایک دینی اصطلاح ہے،لیکن ذرا غیر معروف ہو چکی ہے۔ اس کی بجائے کئی دوسری اصطلاحات ہمارے ہاں نفوذ کرچکی ہیں۔

اگر تزکیہ کے بغیر کام کیا جائے گا تو ہوسکتا کہ دوسروں کو تو کوئی فائدہ پہنچ جائے مگر خود کسی اجر سے محروم رہے۔تزکیہ دراصل تربیت کا ایک پہلو ہے۔ انقلاب اور اصلاح کے سارے مناہج دیکھ لیں تو سب کے ہاں تربیت کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ انقلاب کے لیے اگر تزکیہ کے بغیر جدوجہد کی جائے گی تو اس میں بگاڑ آئے گا۔ جب ہم تزکیہ کی بات کرتے ہیں تو اس میں دو باتوں کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ ہر کام میں رضائے الٰہی کی نیت کی جائے۔ دوسرے، اسلام پر عمل کیا جائے۔ رذائل اخلاق سے اپنے آپ کو بچایا جائے اور اخلاق فاضلہ سے اپنے آپ کو متصف کیا جائے۔ تزکیہ اور انقلاب میں نسبت و تناسب ہر آدمی کے لیے الگ تھلگ ہے۔ اس میں نسبت نہیں نکالی جاسکتی۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ انقلاب جیسا عظیم کام تزکیہ باطن کے بغیر ثمر آور نہیں ہوسکتا۔ اور اگر صرف تزکیہ پر زور ہو اور جہاد سے اعراض ہو رہا ہو تو یہ لمحہ فکریہ ہے۔لیکن عملی طور پر دیکھیں تو کچھ لوگ محض تزکیہ نفس سے آگے نہیں بڑھتے۔ اصل میں ان کا فہم اسلام ہی محدود ہے۔ یقیناً ایسے لوگ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاں کامیاب ہوں گے۔ البتہ جو لوگ اس معاملے سے آگاہ ہیں اور ان پر اقامت دین اور جہاد کی اہمیت واضح ہو چکی ہے انہیں چاہیے کہ ایسے لوگوں کو اقامت دین کی آگاہی دیں جو اسلام کو صرف چند عبادات میں محدود کرتے ہیں۔اسلام حقیقت میں غلبہ چاہتا ہے۔غلبہ کے لیے ایسے لوگ کوشش کریں جو اپنے باطن کو پاک وصاف کر چکے ہوں۔ بقول علامہ اقبال

خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو
پختہ ہو جائے تو ہے شمشیر بے زنہار تو
ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے

ان اشعار میں ان لوگوں کو کہا جا رہا ہے جو انقلاب لانے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ وہ پہلے اپنی ذات پر توجہ دیں۔ دراصل تزکیہ نفس اور اس کا انقلاب سے تعلق___ ایک ایسا موضوع ہے جس کی افادیت اقامت دین کا تصور رکھنے والے اشخاص ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ذرا غور فرمائیں کہ استعینوا بالصبر والصلوۃ میں کس کام کے لیے مدد طلب کی جارہی ہے۔ ایک رائے یہ ہوسکتی ہے کہ ہر مصیبت کے موقع پر لیکن ایک پہلو یہ ہوسکتا ہے کہ اقامت دین میں جو دشواریاں اور مشکلات درپیش آتی ہیں ان کے مقابلہ کے لیے صبر اور نماز سے حوصلہ پیدا کیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت اکثریت وہ لوگ ہیں جو صوفی ازم کو ایک منصوبے کے تحت پھیلا رہے ہیں اور اس کو مجمع علیہ سمجھتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ یہ لوگ صرف اپنی ذات کو مانجنے (صاف) سے آگے کا نہیں سوچتے۔ ان کے ہاں باطل سے ٹکرانے کی سوچ ہی نہیں حقیقت میں وہ مصلحت کا شکار ہیں۔

☆☆☆

لاہور وسطی، اسلام پورہ میں رمضان المبارک میں تراویح اور منتخب آیات کا ترجمہ

لاہور وسطی کے علاقہ اسلام پورہ کے مین بازار میں ایک مارکیٹ رشید شاپنگ سنٹر میں پہلی منزل پر ایک مسجد ہے جہاں راقم کا بیٹا حافظ محسن کلیم پچھلے دو سال سے رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن حکیم سناتا ہے۔ اس سال میں نے انتظامیہ سے اجازت طلب کی کہ تراویح کے بعد ایک آیت کا ترجمہ اور تشریح بیان کرنے کی اجازت دی جائے۔ شاپنگ سنٹر کے اندر مسجد میں نمازیوں کو جو اسی سنٹر کے دکاندار ہوتے ہیں کو گراں گزرتا ہے اگر زیادہ وقت صرف ہو۔ پھر میرا بیٹا بھی عام حفاظ کرام سے زیادہ دیر لگا دیتا ہے۔ بہر حال اجازت مل گئی کہ چار پانچ منٹ میں بیان کر لیا کریں۔ میری کوشش یہ رہی کہ آیت بھی وہی تلاش کی جائے جو اس روز پڑھی گئی ہو۔ بیان القرآن ہی سے متعلقہ آیت کی تفسیر پڑھی جاتی تھی۔ اللہ کے فضل و کرم سے اپنے مرشد ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے دروس سن رکھے تھے۔ تلاش میں زیادہ دقت نہیں ہوئی۔ رمضان کی دوسری شب سے بائیس شب تک 21 یوم میں ایک ناغہ ہوا۔ 20 شب میں جن آیات کی تشریح کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سورۃ البقرہ:208، آل عمران:102، النساء:41، المائدہ:93، الانعام:132، الاعراف:157، التوبہ:24، یونس:57، 58، الحجر:9، النمل:90، المومنون کی ابتدائی آیات، الفرقان:30، العنکبوت:45، القمان کی شرک فی الذات، شرک فی الصفات، شرک فی العبادہ، حٰم سجدہ:24، القمر:17، 22، 32، 40، الحشر:18، العصر

شرکاء کی تعداد 10 سے 15 تک رہی۔ میرے تین بیٹوں نے میری معاونت کی۔ 23 ویں شب تکمیل کے موقع پر 3 کتابچوں، 1۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، 2۔ نبی اکرم ﷺ سے تعلق کی بنیاد، 3۔ راہ نجات سورہ العصر کی روشنی میں کا سیٹ جو حلقہ لاہور غربی نے عطیہ کیا، 20 نمازیوں کو تقسیم کیا۔

اس کوشش کو خلاصہ قرآن کا بیسواں حصہ سمجھ کر محنت کی۔ اللہ کریم قبول فرمالیں۔

(رپورٹ: شیخ محمد نفیس)

رمضان میں مسجد قرآن اکیڈمی، فیصل آباد میں اصلاحی خطابات

قرآن اکیڈمی، سعید کالونی فیصل آباد میں معتکف حضرات سے عصر تا مغرب 9 نشستوں میں درجہ ذیل مضامین بیان کیے گئے۔

21 رمضان بعد نماز عصر حضرت علی ؓ سے مروی حدیث پاک شکون الفتنۃ...... اور سورۃ الفاتحہ کی ابتدائی تین آیات اور سورۃ الاعراف آیات 156-157 کے حوالے سے سچا امتی یا نبی کریم ﷺ سے تعلق کی بنیادیں واضح کی گئیں۔

22 رمضان کو یہود و نصاریٰ کے مسلمانوں کے ہاتھوں بری طرح پٹ جانے کے بعد پچھلے 500 سالوں سے دوبارہ غالب ہونے کا تاریخی جائزہ اور اسلام کے دوبارہ غالب ہونے کی نوید قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کی گئی۔

23 رمضان کو اسلام کا اصل چہرہ اور اسلام کے عادلانہ نظام کی راہ ہموار کرنے والی دعوت الی سبیل الرب کا نصاب پیش کیا گیا۔

24 رمضان کو رجال کار پیدا کرنے والا محمدی تعلیمی و تربیتی نصاب جو ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی شکل میں اللہ کے حضور پیش کیا۔ اس کو واضح کیا گیا۔

25 رمضان کو فرائض دینی کا جامع تصور ایک نشست میں واضح کیا گیا۔

26 رمضان کو دین کا جامع تصور ایک نشست میں واضح کیا گیا۔

27 رمضان المبارک کو منہج انقلاب نبوی ﷺ کا خاکہ پیش کیا گیا۔

28 رمضان کو موجودہ حالات میں پاکستان میں اسلامی انقلاب کیسے برپا کیا جا سکتا ہے، اس حوالے سے منہج انقلاب نبوی اور محترم بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے اجتہاد پر مبنی مزاحمتی اور مطالعاتی تحریک کا خاکہ پیش کیا گیا۔

29 رمضان کو حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت کا پیغام امت مسلمہ کے نام کے موضوع پر یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی کہ جس طرح برہان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے برائی اور بے حیائی سے حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت فرمائی اور تمام تر بشری کمزوریوں کے اعتراف کے باوجود وہ اپنے مالک کی بیوی کے خیانت سے بچ گئے۔ بلکہ انہوں نے اپنی دیانت اور اعلیٰ سیرت و کردار سے نہ صرف مالک کے دل میں گھر کر لیا بلکہ اس وقت کی اشرافیہ بھی آپ کے سیرت و کردار کی قائل ہوگئی تو نتیجتاً انہیں اللہ نے زمین میں اقتدار سے نواز دیا۔ ہمارے پاس بھی اللہ کی برہان اور نور مبین (سورۃ النساء:174، 175) موجود ہے، ہم اس پر عمل پیرا ہو کر برائی اور بے حیائی کی تمام ترغیبات کا مقابلہ کر کے اعلیٰ سیرت و کردار کا مظاہرہ کریں گے تو مالک کائنات ہم پر اعتماد کر کے دوبارہ اس دنیا کا اقتدار امت مسلمہ کے حوالے کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صیام و قیام اور دورہ ہائے ترجمہ قرآن کی برکات سے نواز دے۔

(راقم: محمد رشید عمر)

حلقہ پنجاب جنوبی کا سہ ماہی تربیتی اجتماع

حلقہ کا سہ ماہی تربیتی اجتماع مورخہ 9 جون 2019ء بروز اتوار صبح 9 بجے قرآن اکیڈمی ملتان میں منعقد ہوا۔ الحمدللہ رفقاء نے بھرپور شرکت کی۔ ملتان سے باہر تونسہ، ڈی جی خان، لیہ، شجاع آباد وہاڑی سے بھی رفقاء نے شرکت کی۔ فیصل آباد سے نائب ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صبح 7 بجے ملتان تشریف لائے۔ اجتماع کا پہلا خطاب انہوں نے کیا انہوں نے رمضان المبارک کا حاصل اور تقرب الی اللہ کے حصول پر گفتگو کی۔ امیر حلقہ جناب ڈاکٹر محمد طاہر خان نے بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی ایک سابق تحریر پڑھ کر سنائی۔ جناب مرزا قمر رئیس نے ماہ رمضان المبارک کے دورۂ ترجمہ القرآن کے پروگرام کی سحری اور ان پروگرام میں خدمت سرانجام دینے والے رفقاء کا تعارف کرایا اور دوروں کی رپورٹ پیش کی۔

پروگرام کے آخری حصے میں حلقہ کے ناظم دعوت جناب محمد سلیم اختر نے اقبال کے چند اشعار کے ذریعے سامعین کے دلوں کو گرمایا اور اقبال کی چند نصیحتیں پڑھ کر سنائیں، الحمدللہ رفقاء نے بھرپور استفادہ حاصل کیا۔ 150 سے زائد رفقاء شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب ساتھیوں کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین! (مرتب: شوکت حسین انصاری)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن — دعائے مغفرت

☆ حلقہ اسلام آباد کی مقامی تنظیم ایبٹ آباد کے امیر محترم ذوالفقار کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-5057120

☆ حلقہ کراچی شمالی گلشن معمار کے رفیق جناب محمد اسد خان کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0331-2412656

☆ حلقہ پنجاب شرقی کے منفرد رفیق رضوان یزدانی کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-9776386

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

داخلے جاری ہیں

جاری کردہ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

رجوع الی القرآن کورسز (پارٹ I اور II)

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I) برائے مرد و خواتین (کوالیفکیشن: انٹرمیڈیٹ پاس کیا ہو)

1. عربی صرف و نحو
2. ترجمۂ قرآن (مع تفسیری توضیحات)
3. سیرت النبی ﷺ
4. قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی
5. تجوید و ناظرہ
6. مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II) صرف مرد حضرات (کوالیفکیشن: پارٹ (I) پاس کیا ہو)

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان و ادب
9. اضافی محاضرات

انٹرویو کی تاریخ: 22 جولائی (صبح 9:00 بجے)
کلاسز کا آغاز: 23 جولائی (صبح 8:00 بجے)

داخلہ کے خواہشمند ایک تصویر، شناختی کارڈ کی کاپی اور انٹرمیڈیٹ کی سند کی کاپی کے ہمراہ 19 جولائی تک رجسٹریشن کروالیں

برائے رابطہ
قرآن اکیڈمی
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501 (042)
email:lrts@tanzeem.org

ملک شیر افگن (مرد حضرات) 0300-4201617
(خواتین آفس) 3-35869501 (042)

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

"جامع مسجد العابد، وارڈ نمبر 7 حیاتسر روڈ گوجر خان" میں

مبتدی تربیتی کورس

28 جولائی تا 03 اگست 2019ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

02 تا 04 اگست 2019ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-4620514 / 0311-2030220

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

ضرورت رشتہ

☆ کوہاٹ میں رہائش پذیر پٹھان فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم ایم اے انگلش، بی ایڈ، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-9643013

☆ لاہور، شاہدرہ میں رہائش پذیر مڈل کلاس اردو سپیکنگ شیخ فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 29 سال، تعلیم کمپیوٹر سائنس گریجوایٹ، ذاتی مکان و کاروبار، دراز قد، کے لیے خوبرو، تعلیم یافتہ، باشعور لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ (ذات پات کی کوئی قید نہیں/ جہیز کا کوئی مطالبہ نہیں، سادگی سے نکاح شرعی کی پابندی کی جائے گی)

برائے رابطہ: 0345-4556646

☆ آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، حافظ قرآن، گورنمنٹ لیکچرر کے لیے ہم پلہ صوم وصلوٰۃ کے پابند لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-8672654

☆ سید زبیری فیملی کو اپنی بیٹیوں، عمر 37 سال، پی ایچ ڈی مائیکرو لوجی اینڈ پلانٹ پیتھالوجی، ایسوسی ایٹ پروفیسر، قد 5.3...... اور دوسری، عمر 31 سال، بی ایچ ڈی کامرس، لیکچرر، قد 5.3، کے لیے دینی مزاج کے حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور برسر روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 0322-4079337
042-36558032

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ اسلام آباد، ماڈل ٹاؤن ہمک کے ناظم بیت المال جناب عبدالحمید کی اہلیہ کمر تکلیف کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں اور ان کا آپریشن ہے۔

برائے بیمار پرسی 0300-9714484

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

TANZEEM-E-ISLAMI

Press Release: 7 July 2019

Seminar on the topic 'The Martyrdom of Mohamed Morsi and the Future of (Islamic) Revivalist Movements' held under the auspices of Tanzeem-e-Islami."

Lahore (PR): A seminar entitled 'The Martyrdom of Mohamed Morsi and the Future of (Islamic) Revivalist Movements' was held on 7 July 2019 under the auspices of Tanzeem e Islami at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore.

While addressing the seminar, the Ameer of Tanzeem e Islami, **Hafiz Aakif Saeed**, said that the martyrdom of Mohamed Morsi has proved, even in this day and age, that the real desire of a true believer is to be martyred while striving in the way of the *Deen* of Allah *(SWT)*. The Ameer said that 'the reins of power' in the world are in the hands of secular forces, therefore, they think that they have obtained victory after forcefully crushing religious movements, yet in truth it is a crushing defeat for them. Real victory, the Ameer noted, is attained only by those who peruse Justice and side with the *Deen* of Allah *(SWT)*.

While addressing the seminar, the renowned journalists and scholar, **Orya Maqbool Jan**, said that the future of revivalist movements ought to be linked and associated with the cavalcade of Imam Mehdi *(AS)*. He added that whichever movement would opt for the political system of democracy would stray from its real path and consequently face failure.

While addressing the seminar, the Deputy Ameer of Jamaat-e-Islami, **Abdul Ghaffar Aziz**, said that the martyrdom of Dr. Mohamed Morsi had revived the love for religious struggle in the hearts of Muslims. Recalling his personal contacts and interactions with the members of al-Ikhwan al-Muslimin, he narrated the religious fervor and passion of the rank and file of the 'Ikhwan' and their unwavering devotion to Allah *(SWT)* and the Qur'an. Their concern and regard for prayers, fasting and supplication for the entire Muslim Ummah was unparalleled, he noted. He remarked that the passionate manner in which Muslims around the globe had expressed their affection and reverence for Mohamed Morsi was a thumping slap on the face of anti-Islam, secular powers.

While expressing his views on this occasion, the renowned journalist, religious scholar, thinker and researcher, **Hamid Kamaluddin**, said that unfortunately, not a single Muslim state or its regular army is manifestly supporting Islam, today. Yet the entire West, USA, Israel and all anti-Islam forces are 'in action' and only the revivalist Islamic movements are challenging them, with al-Ikhwan al-Muslimin being at the fore of all revivalist movements in leading this battle against evil.

While addressing the seminar, the *Markazi leader* of Tanzeem-e-Islami, **Ayub Baig Mirza**, noted that no religious organization can be successful in achieving their real targets while remaining a part of the prevalent democratic system. However, he commented while concluding, that by selecting the methodology of a mass revolutionary movement for our cause, we would acquire at least one advantage that we would be challenging and facing those secular forces from the very onset that could become the reason for the dismantling of a government created on the basis of 'purist' Islam.

Issued by
Ayub Baig Mirza
Markazi Nazim of Press and Publications Section
Tanzeem-e-Islami, Pakistan

Editor's Note: *This Press Release was issued following the Seminar on the topic "The Martyrdom of Mohamed Morsi and the Future of (Islamic) Revivalist Movements" held under the auspices of Tanzeem-e-Islami on Sunday 7 July 2019 at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore.*

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.28

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore